ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

الحمد للہ کہ کلام حقیقت نظام قال سراسر حال سرچشمہ فیضان جلی و خفی

موسوم

تحائف اشرفی

یعنی
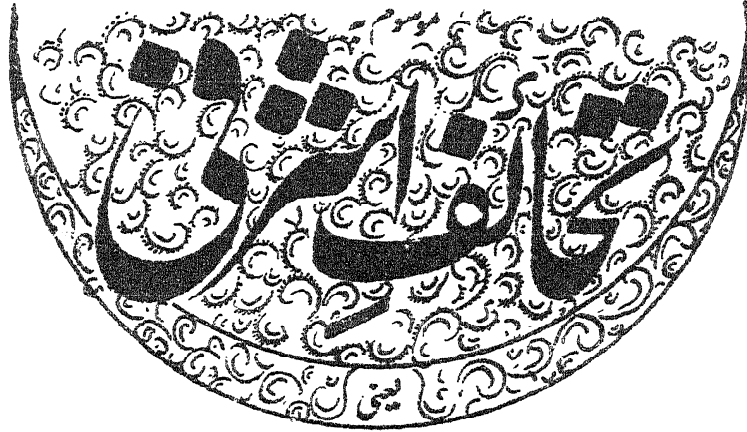
دیوانِ حقائق ترجمانِ سالکِ مسالکِ شریعت و طریقت واقفِ اسرارِ حقیقت و معرفت منبع برکات پیکر انوار و تجلیات حاج الحرمین الشریفین حضرت سید شاہ ابو احمد المدعو محمد علی حسین اشرفی الجیلانی مد ظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ تبارک المملکت والکونین سلطان اوحد الدین مخدوم میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ مقام روح آباد کچھوچھہ شریف

حسب فیض باب

زیر نگرانی

کفش بردار غلامان حضرت مصنف مد ظلہ العالی نیاز آہنگ

سید غلام بھیک نیرنگ المخاطب بہ فقیر اللہ شاہ

سنہ ۱۳۳۳ ہجری المعظم مطابق سنہ ۱۹۱۵ ء

[illegible] اسٹیم پریس [illegible] انبالہ میں

باہتمام منشی کرم بخش صاحب پرنٹر چھپا
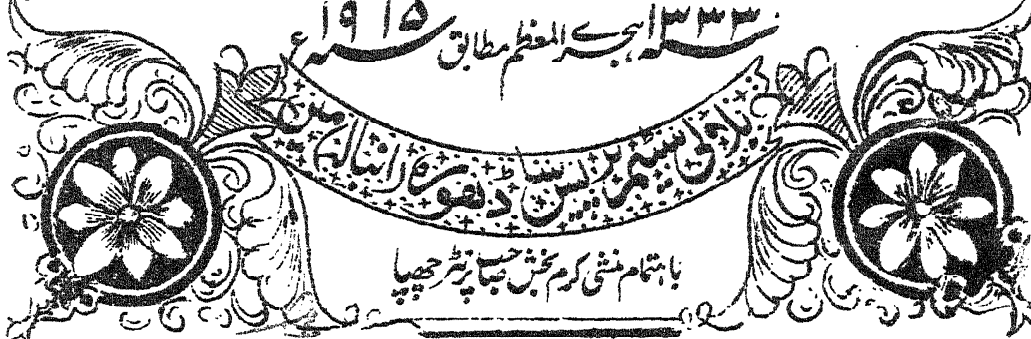
غلط نامہ

ازراہ عنایت اوّل مندرجہ ذیل اغلاط کی اصلاح کر لیجیے

شمار صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح
۵	۱۲	شرفی	اشرفی
۷	۶	جو بستم	چو بستم
۱۲	۱۲	درِ دورانِ تو	در دورانِ تو
״	۱۸	حریم دلِ	حریم دل
۱۹	۱۰	زنبیل ما	زنبیل من
״	״	زماں	زمن
۲۶	۱	اسی شوں میں	اسی شوق میں
۳۲	۱۴	صو ت قالی	صورت قالی
۳۶	۱۲	صورت تارنیں	صورت تازنیں
۳۸	۱۲	کر کچھ	گر کچھ
۵۰	۷	ہے یہ	یہ ہے
۵۵	۳	آ ئکنہ	آئینہ
۸۲	۲	(سانورو کیسی بنسی بجای) کے بعد پڑھو (موری سُدھ بُدھ سب بسرای)	
۸۷	حاشیہ	بیلک	بیگ
״	״	گھبریا	کھبریا
״	۱۶	چھاے رے	چھاے رہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا اَبَدِيًّا اَبَدًا اَبَدًا كَمَا اَثْنٰى عَلٰى نَفْسِهٖ وَاَشْرَفُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا وَشَفِيْعِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ

امّا بعد یہ نامہ سیاہ نیرنگ اپنے اوج طالع پر ناز کرتا ہے کہ حضرت مرشدی مدظلہ العالی کی سرکار میں اس کمترین خدام بارگاہ کی التجا منظور ہو کر اس مجموعۂ لطیفہ کی ترتیب و اشاعت کی خدمت اسکے سپرد ہوئی الحمد للہ علیٰ احسانہٖ بغرض یادگار روزگار ناپائدار حضرت ممدوح اور اُن کے خاندان والاشان کے مختصر حالات درج کئے جاتے ہیں:۔

اعلیٰحضرت قبلہ و کعبہ کا نام نامی و اسم گرامی حاج الحرمین **سیّد علی حسین** کنیت **ابو احمد**۔ لقب خاندانی شاہ۔ پیر۔ اور اعلیٰ حضرت خطاب سجادہ نشین سرکار کلاں۔ اور تخلص **اشرفی** ہے۔ جناب ممدوح کا خاندان بھی اشرفی کہلاتا ہے۔ کیونکہ آپ سیّدنا عبدالرزاق نور العین علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔ حضرت نور العین قدس سرّہٗ حضرت قطب عالم غوث الاعظم سیّدنا ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اولاد امجاد سے ہیں۔ اور حضرت مخدوم سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرّہٗ کے ہمشیرہ زادے اور نیز باعتبار تبنیت جناب موصوف کے فرزند برحق اور بلحاظ خلافت خلیفہ مطلق ہیں۔ اسی لئے یہ خاندان والاشان حضرت مخدوم سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرّہٗ کیطرف منسوب ہو کر خاندان اشرفیہ کہلاتا ہے

اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کا سلسلۂ نسب جناب غوث پاکؓ تک بدیں تفصیل ہے

حاجی سیّد علی حسین ابنِ حاجی سیّد شاہ سعادت علی ابن سید شاہ قلندر بخش ابن سیّد شاہ تراب اشرف ابن سیّد شاہ محمد نواز ابن سیّد شاہ محمد غوث ابن سیّد شاہ جمال الدین ابن سید شاہ عزیز الرحمٰن ابن سید شاہ محمد عثمان ابن سید شاہ ابوالفتح ابن سید شاہ محمد ابن سیّد شاہ محمد اشرف ابن سیّد شاہ حسن خلف اکبر حضرت سیّد عبدالرزاق نورالعین ابن حضرت سیّد عبدالغفور حسن جیلانی ابن حضرت سید ابوالعباس احمد جیلانی ابن حضرت سیّد بدرالدین حسن ابن حضرت سید علاء الدین علی ابن حضرت سیّد شمس الدین محمد ابن حضرت سید سیف الدین یحیٰ ابن حضرت سیّد ظہیر الدین احمد ابن حضرت سید ابونصر محمد ابن حضرت سیّد محی الدین ابی صالح نصر ابن حضرت قاضی القضاۃ سیّد تاج الدین عبدالرزاق خلف اکبر جناب غوث الثقلین سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ - چونکہ اس سلسلۂ نسب کی رُو سے اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ جناب نورالعین قدس سرّہ کے خلف اکبر حضرت سید شاہ حسن قدس سرّہٗ کے اولاد میں ہیں اس لئے آپ کا خاندان سرکار کلاں کے لقب سے ملقب ہے +

اِس موقع پر اِس خاندان والاشان کے بعض اکابر کی تاریخ ہائے وفات کا درج کرنا بھی موزوں ہوگا -

تاریخ وفات جناب غوث پاک قدس سرّہٗ معشوق الٰہی (۵۶۲ھ) - تاریخ وفات حضرت مخدوم سلطان سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرّہٗ اشرف المومنین (۸۰۸ھ) - تاریخ وفات حضرت حاجی سید عبدالرزاق نورالعین قدس سرّہٗ مخدوم آفاق (۸۷۲ھ) - تاریخ وفات حضرت سیّد شاہ حسن خلف اکبر حضرت نورالعین قدس سرہما سید حسن سجادہ نشین اکبر (۹۰ھ) - تاریخ وفات حضرت سیّد شاہ محمد اشرف قدس سرّہٗ شیخ (۹۱ھ) +

اعلیٰحضرت قبلہ وکعبہ کی ولادت سراپا سعادت ۲۲ ربیع الثانی سنہ ۱۲۶۶ھ کو بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق ہوئی۔ جب سن شریف چار برس چار مہینے اور چار دن کا ہوا تو موافق معمولِ خاندان مولانا گل محمد صاحب خلیل آبادی نے جو بڑے اہلِ دل اور عارف کامل تھے آپ کی بسم اللہ کرائی۔ اس کے بعد مولوی امانت علی صاحب کچھوچھوی نے فارسی کی درسی کتابیں پڑھائیں۔ پھر مولوی سلامت علی صاحب گورکھپوری اور مولوی قادربخش صاحب کچھوچھوی سے تعلیم پائی۔ جب اعلیٰحضرت قبلہ وکعبہ منصب خلافت وسجادہ نشینی سے ممتاز ہوئے تو آپ کے اُستاد مولوی قلندربخش صاحب نے آپ سے بیعت کی اور فرمایا کہ مجھ کو مدت سے اِس دن کا انتظار تھا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے آج میری مراد پوری کی۔

اعلیٰحضرت قبلہ وکعبہ نے سنہ ۱۲۸۲ ہجری میں اپنے برادر کلاں حاج الحرمین سیّد شاہ ابو محمد اشرف حسین مدظلہ العالی سے بیعت کرکے خلافت و اجازت خاندانی حاصل فرمائی۔ سنہ ۱۲۸۵ھ میں حضرت سیّد شاہ حمایت اشرف ابن سیّد شاہ نقی الدین اشرف بسکھاروی کی دختر نیک اختر سے اعلیٰحضرت قبلہ وکعبہ کی شادی ہوئی۔ سنہ ۱۲۹۰ھ میں حسب ارشاد ارواح بزرگان ایک سال کامل آستانہ اشرفیہ پر حسب قاعدہ مشائخ چلّہ کشی فرمائی۔ اِسی مُدت میں بہ برکت روحانی حضرت محبوب یزدانی مخدوم سُلطان سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ و بہ توجہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سیّد محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ تمام منازل ایقان وعرفان کو اس طرح طے فرمایا کہ آپ کی ذات بابرکات سے جہانگیری آثار وانوار ظاہر ہونے لگے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ بہت مدت کے بعد اس خاندان میں ایسا شخص صاحبِ رُشد وارشاد وتقدس نہایت ظاہر ہوا ہے۔ آپ کے

خوارق عادات جو اخلاقی صفات میں مضمر ہیں کرامتوں کی طرح مشہور ہیں - بلکہ کہا جاتا ہے کہ آپ کے انسانی کمالات نے آپ کو پیکر تسخیر بنا دیا ہے - اگرچہ آپکے صفات و برکات غیر محدود و نامعدود ہیں لیکن بعض امور کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے (۱) آپسے کبھی کوئی لغزش شرعی نہیں ہوئی - (۲) آپنے کبھی کسی کے دل کو آزار نہیں پہنچایا - (۳) آپنے کبھی کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں فرمایا جو کانوں کو مکروہ معلوم ہو - (۴) آپنے کبھی کسی سائل کے سوال کو رد نہیں فرمایا (۵) آپ نے اپنے دسترخوان کو ہمیشہ وسیع رکھا - (۶) آپنے مذہب و مشرب میں ہمیشہ تقلیدی حیثیت کو محبوب رکھا - (۷) ارباب حاجت کی حاجات کو رفع کرنا آپ کا جبلی شعار ہے - (۸) اعراس مشائخ چشتیہ کی شرکت کو ہمیشہ مشاغل خاندانی کی طرح عزیز و محبوب رکھا - (۹) آپنے راہ سلوک و تقلید مشائخ میں تشنیع خلائق کی کبھی پروا نہیں کی - (۱۰) بھائی بندوں کی محبت - مہمانوں کی عزت آپکے خصائص سے ہے - اِن صفات کو دیکھ کر خاندان اشرفیہ کے سب چھوٹے بڑے آپ کی مدح و ثنا میں رطب اللسان ہیں ؛

اعلےٰ حضرت قبلہ و کعبہ ۱۲۹۷ھ میں مسند سجادہ نشینی پر متمکن ہوئے اور سال مذکور کی ۲۸ محرم کو خرقہ خاندانی جو حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کا عطیہ ہے زیب تن فرمایا - چنانچہ ہر سال اسی تاریخ کو خرقۂ مذکورہ پہنتے ہیں ؛

اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ نے اسوقت تک تین حج کئے ہیں ۱۲۹۳ھ حج اوّل میں دربار رسالت سے بعض نعمتیں خاص طور پر حاصل ہوئیں ۱۳۲۳ھ حج دوم میں بعض اذکار و اشغال کی اجازت مشائخ حرمین شریفین سے حاصل ہوئی - ۱۳۲۹ھ حج سوم میں بعد زیارت طائف شریف و مدینہ منورہ - بیت المقدس

و دیگر عتبات عالیہ شام و مصر و حمامہ شریف و حمص شریف میں حاضر ہو کر وہ وہ نعمتیں حاصل کیں جن کی تفصیل کے لئے ایک مطول کتاب درکار ہے۔

اعلےٰ حضرت قبلہ و کعبہ نے باطنی علوم کی تعلیم اپنے برادر بزرگ حاج الحرمین سید شاہ ابو محمد اشرف حسین مدظلہ العالی سے (جنکو علاوہ خاندان اشرفیہ کے تمام مشائخ ہمعصر سے فیض صوری و معنوی حاصل ہوا ہے) پائی ہے شغل وجودیہ اور بعض اذکار مخصوصہ کی تعلیم حضرت سید شاہ عماد الدین اشرف اشرفی عرف لکڑ شاہ کچھوچھوی قدس سرہ سے پائی۔ حضرت لکڑ شاہ صاحب خاندان اشرفیہ میں مشاہیر مشائخ سے گذرے ہیں۔ اسیطرح دیگر اوراد و وظائف کی اجازت اکثر علمار و مشائخ ہندوستان سے حاصل فرمائی۔ چنانچہ جناب حضرت راج شاہ صاحب سوندھوی قدس سرہ (ضلع گوڑگانواں) سے اجازت و خلافت خاندان قادریہ و خاندان زاہدیہ حاصل کی۔ اور تعلیم سلطان الاذکار و شغل محمود اور دیگر اشغال مخصوصہ سے مشرف ہوئے۔ جناب حضرت مولانا شاہ محمد امیر کابلی قدس سرہ سے مقام بلیا میں سلسلۂ قادریہ منوریہ میں مجاز اور ماذون ہوئے اور تعلیم طریقہ خاص ذکر خفی قلبی جو قلب مدور سے متعلق ہے حاصل کی۔ اس سلسلے کو سلسلۃ الذہب کہنا چاہیئے جو عرفی طور سے چار واسطوں سے حضرت غوث پاک تک پہنچتا ہے۔ یعنی حضرت سید شاہ ابو احمد علی حسین اشرفی مدظلہ العالی کو حضرت شاہ محمد امیر کابلی قدس سرہ سے حاصل ہوا۔ اُن کو حضرت مُلّا اخون فقیر رامپوری قدس سرہ سے۔ اُن کو حضرت شاہ منور الہ آبادی قدس سرہ سے جنکی عمر ساڑھے پانسو برس کی ہوئی۔ اُن کو حضرت شاہ دولا قدس سرہ سے اُنکو جناب غوث الثقلین سید ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے[1]۔ اسیطرح سلسلۂ اویسیہ اشرفیہ کی تعلیم حضرت سید محمد حسن غازیپوری سے حاصل ہوئی۔ سید محمد حسن کو شاہ باسط علی قدس سرہ سے۔ اُن کو

[1] الحمد للہ کہ برادران طریقت بشارت طوبیٰ لمن رآنی میں داخل ہیں۔ ۱۲

شاہ عبدالعلیم قدس سرہ سے۔ اُن کو شاہ ابوالغوث گرم دیوان قدس سرہٗ سے۔ اُن کو حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ سے۔ اُنکو خود حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ علاوہ ازیں شغل تلاوت وجود شغل اسم ذات شغل جام جہاں نما شغل ہفت دورہ شغل خفی قلبی شغل دو ونیم و دیگر اشغال و مراقبات و عمل شجرہ نذر و اوراد خمسہ و حرز یمانی و حزب البحر و دعائے حیدری و دعائے سیفی و حرز ابو دجانہ و دعائے برہتیہ و چہل اسمار وسی و سہ آیت دافع سحر و قصیدہ بردہ و قصیدہ غوثیہ و درود اکبر و عمل سورہ جن و سورہ مزمل و سورہ یٰسین و صلوٰۃ الختام وغیرہ کی اجازت حضرت سید شاہ آل رسول قدس سرہٗ سجادہ نشین مارہرہ شریف ضلع ایٹہ سے حاصل ہوئی۔ ہمارے حضرت مدظلہ العالی کے بعد جناب شاہ آل رسول قدس سرہٗ نے کسی کو خلافت و اجازت نہیں بخشی۔ آپ حضرت شاہ صاحب کے خاتم الخلفاء ہیں۔ اسیطرح حرز یمانی کی اجازت سید شاہ سعادت علی محقق احمد پوری سے سلسلہ شطاریہ میں حاصل کی۔ جناب مولانا سید شاہ عبدالقدیر خلیفہ سید شاہ علی سجادہ نشین بغداد شریف سے مکہ معظمہ میں اجازت حرز یمانی مع اشارات ظاہری و باطنی حاصل فرمائی۔ جناب مولانا سید نوازش رسول سجادہ نشین پھپھوندی سے اجازت خاندانی حرز یمانی بطریقہ عالیہ شطاریہ حاصل کی۔ جناب حضرت شاہ مقبول احمد حافظ عبدالعزیز دہلوی عرف اخون صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دہلی میں حسب اجازت روحانیہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجازت کامل حرز یمانی و حزب البحر و دعائے سیفی و دعائے حیدری و دیگر اعمال مخصوصہ حاصل کی۔ دلائل الخیرات کی اجازت آپ کو اپنے پیر و مرشد و برادر بزرگ مدظلہ کے واسطے سے حضرت مولانا ابوالاحیاء محمد نعیم صاحب فرنگی محلی لکھنوی سے حاصل ہوئی۔ نیز دلائل الخیرات کی اجازت حضرت سید شاہ عبدالغنی صاحب پھپھوندی اور حضرت سید محمد رضوان صاحب مدنی اور مولانا عبدالحق صاحب

ہندی مہاجر مکہ معظمہ سے بواسطہ پیرو مرشد و برادر بزرگ خود مدظلہ حاصل ہوئی۔ علاوہ ازیں جسقدر دیگر نعمات و برکات اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہ کو مختلف واسطوں سے حاصل ہوئے۔ اُن کی تفصیل بہت طویل ہے۔ مجمل یہ کہ آپ کی ذات جامع الصفات تمام مشائخ کبار و اکابر دیار و امصار کی نعمتوں اور سلاسل مختلفہ متعددہ کی برکتوں کا خزینہ ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

علاوہ برکات باطنیہ و انوار رُوحانیہ کے ہمارے اعلےٰ حضرت قبلہ و کعبہ ایک خاص اعتبار سے محض ظاہر بین آنکھوں کے لئے بھی ایک عجیب تصویر دلکش ہیں۔ یعنی آپ کو اکثر مشائخ نے آپ کے جدِ اعلیٰ جناب محبوبِ سبحانی قطب ربانی سید ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ سے شکل و صورت میں نہایت مشابہ بیان کیا ہے۔ اِس کی تصدیق ارباب مشاہدہ تو اپنے رُوحانی مشاہدوں میں کرتے ہوں گے۔ جناب غوث پاک رضؓ کی بعض تصویریں اس نامہ سیاہ کی نظر سے بھی گذری ہیں۔ غور کیا تو واقعی ؎

یہی نقشہ ہے یہی رنگ ہے ساماں ہے یہی
یہ جو صورت ہے تری صورتِ جاناں ہے یہی

حضور غوث پاک رضؓ کا قول ہے طُوْبٰى لِمَنْ رَاٰنِىْ اَوْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِىْ الخ (بشارت خوشحالی ہے اُسکو جس نے مجھ کو دیکھا یا اُس کو دیکھا جس نے مجھ کو دیکھا) اِن اُمور کو ملحوظ رکھ کر ایک موقع پر اِس نامہ سیاہ نے سرکار میں ایک غزل عرض کی تھی۔ باجازت خاص یہاں درج کی جاتی ہے۔

اے عارض تو شرح طُوْبٰى لِمَنْ رَاٰنِىْ	رُوئے تو ترجمانِ انوارِ لامکانی
اے نورِ چشم حیدرؓ آرامِ جانِ قادرؓ	اے شمع بزمِ اشرفؓ شاہنشہ زمانی
اے مصحفِ جمالت ایمانِ اہلِ بینش	وے آیہ لقایت تفسیر مَنْ رَاٰنِىْ

لے من نثار روئیت اے من غبار کویت	آں معنی نہاں را تو صورت عیانی
حسن ازل ز رویت ہر لحظہ جلوہ افگن	تو جان یک جہانی تو یک جہان جانی

نیرنگ در ہوایت صد جاں کنند فدایت
او کمتریں گدایت تو خسرو جہانی

اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ نے زوجۂ اولیٰ کی وفات کے بعد دوسرا عقد کیا۔ زوجۂ اولیٰ سے حضرت مولانا ابوالمحمود سید شاہ احمد اشرف[1] سلمہ اللہ تعالے پیدا ہوئے۔ جو بحمد اللہ تمام علوم ظاہریہ سے آراستہ اور کمالات باطنیہ سے پیراستہ ہیں اور چشم بد دور ہمارے اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ کی جیتی جاگتی ہنستی بولتی تصویر ہیں۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ زوجۂ ثانیہ (بنت شاہ تجمل حسین اشرفی) سے سید شاہ مصطفےٰ اشرف[2] صاحب طال عمرہٗ ہیں جو تحصیل علم میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو فائز المرام کرے۔ یہ چھوٹے صاحبزادے بھی ماشاء اللہ نہایت بزرگ منش اور مقدس ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے مراتب کو بلند فرمائے۔

اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ کے برادر زادے اور داماد مولانا حکیم سید شاہ نذر اشرف اشرفی جملہ علوم درسیہ میں فارغ التحصیل اور فن طب میں حاذق کامل اعلیٰ درجے کے ذہین و ذکی شاعر دقیقہ سنج نکتہ رس ہیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ کے نواسے مولانا ابوالمحامد سید محمد اشرف[3] صاحب محدث ابھی حال میں تمام علوم معقول و منقول میں فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔ اعلیحضرت قبلہ و کعبہ کے برادر زادے اور خلیفہ سید ابوالمسعود محمد جعفر اشرف مرحوم و مغفور تھے۔ اُن کے فرزند ارجمند مولانا

---

[1] روز ولادت یوم جمعہ چہارم ماہ شوال۔ مادۂ تاریخ ولادت مولانا ابوالمحمود سید شاہ احمد اشرف ۱۲

[2] تاریخ ولادت ہفتم ذیقعدہ یوم دوشنبہ ۱۳۱۱ھ ۱۲

[3] روز ولادت یوم شنبہ پانزدہم ذیقعدہ۔ مادۂ تاریخ ولادت سید ابوالمحامد محمد اشرف مد عمرہٗ ۱۲

مولوی سید محی الدینؒ[۱] اشرف کی دستار بندیٔ فضیلت امسال ہونیوالی ہے اگرچہ اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کا گھرانا خاندان اشرفیہ میں علم کے اعتبار سے ہمیشہ مشہور و ممتاز رہا ہے مگر حضور قبلہ وکعبہ کی برکت سے اس زمانے میں دولت علم وکمال سے یہ گھر اسقدر مالامال ہُوا کہ اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔

اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کی بیعت سے اطراف عالم میں اسقدر لوگ فیضیاب ہوئے ہیں کہ اُن کا شمار ناممکن ہے۔ باتباع سنت حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ ہمارے حضور قبلہ وکعبہ کے ہاں مریدین فہرست میں درج ہوا کرتے ہیں مگر فہرستیں بھی بن بن کر غائب ہوگئیں اور اب اُن کا شمار صرف اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے۔ ملک ہند میں بنگال۔ مدارس بمبئی۔ کاٹھیاواڑ۔ مارواڑ۔ دکن۔ اودھ۔ پنجاب اور سندھ۔ بیرون ملک ہند عدن۔ جدہ۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ شام۔ حلب۔ مصر اور عراق۔ ان جملہ علاقوں میں تین سو ضلع سے زیادہ کے لوگ اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کے سلسلہ ارادت میں منسلک ہیں۔ اسوقت تک طبقہ علماء میں پچاس عالم سے زیادہ شرفِ خلافت سے مشرف ہوچکے ہیں۔ اور کُل خلفاء کی تعداد سَو سے زیادہ ہوگی

اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کی سیر و سیاحت ضرب المثل اور اشاعت سلسلہ بے بدل سمجھی جاتی ہے۔ سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کی تاریخ میں پہلی دفعہ اس سلسلہ شریفہ کا اجراء شرق سے غرب تک حضور قبلہ وکعبہ کی ذات بابرکات سے ہُوا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اجرائے سلسلہ کے اعتبار سے اگر آپ کو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ

---

[۱] تاریخ ولادت یوم شنبہ پانزدہم ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ ہجری۔ ۱۲

کے آفتابِ ولایت کا پرتو کہیں تو یقیناً مبالغہ نہ ہوگا۔ اس دوہرے میں آپنے اپنی سیاحت کی طرف ایک لطیف اشارہ کیا ہے ؎

دنیا میں ایسے پھرے جیس پھرت پرکار
آ ٹیکے پہلی ٹھاؤں میں بیٹھے آسن مار

اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ نے وقتاً فوقتاً فارسی اُردو اور ہندی میں کچھ کلام موزوں فرمایا ہے۔ آپ کا کلام ذوق و شوق کی عکسی تصویر ہوتا ہے۔ سُوء اتفاق سے بہت سا کلام ضائع ہوگیا ہے۔ جسقدر اسوقت دستیاب ہُوا وہ جمع کیا گیا۔ سُبحان اللہ کیا کلام عرفان نظام ہے۔ ایک ایک لفظ اثر میں ڈُوبا ہُوا ہے۔ زبان شیریں ہے۔ بیان رنگیں ہے۔ مگر بایں ہمہ تصنّع سے مبّرا۔ تکلّف سے معرّا۔ عندلیبانِ گلشن قال کے زمزمے کچھ اور ہوتے ہیں۔ بلبلانِ گلستان حال کے چہچہے کچھ اور۔ وہاں زیادہ تر قوائے عقلیہ سے خطاب ہوتا ہے یہاں سراسر قلب و رُوح کی جانب روئے سخن ہے۔ وہاں اصولِ بلاغت کی پابندی میں کوہ کندن و کاہ برآوردن ہوتا ہے۔ یہاں باتباع سُنّت وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی کوئی کہلاتا ہے تو کہتے ہیں اور بے ساختہ کہتے ہیں ورنہ خاموش رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ ؎

شعر می گویم بہ از آبِ حیات
من ندانم فاعلاتن فاعلات

اس دیوان عرفان ترجمان کی ترتیب اور سلسلۂ انطباع ۱۳۳۲ھ میں شروع ہوا۔ اور ۱۳۳۳ھ میں نوبت انطباع پہنچی۔ اسی لئے احباب نے جو قطعات تاریخ لکھے ہیں۔ اُن میں بعض مادے ۱۳۳۲ھ کے ہیں اور باقی ۱۳۳۳ھ کے۔ چنانچہ وہ قطعات درج کئے جاتے ہیں ؎

قطعات تاریخ ترتیب و طبع

از نتائج طبع فصیح اللسان عذب البیان مولوی سید شاہ نذر اشرف صاحب متخلص بہ اشرف برادر زادہ حضرت مصنف مدظلہ

دیوان اشرفی کہ بود بہر طالبان ۔۔۔ سرچشمۂ منابع و انہار معرفت
ہر لفظ اوست غنچۂ از گلشن سلوک ۔۔۔ ہر بیت اوست سبزۂ گلزار معرفت
ہر مطلعش فروغ تجلّی برق طور ۔۔۔ ہر مقطعش خزینۂ انوار معرفت
مطبوع شد ز کوشش نیرنگ پاکباز ۔۔۔ درویش حق شناس و طلبگار معرفت
۱۳۳۲
اشرف چو رفت قیس دلم سوئے دشت فکر ۔۔۔ تاریخ گفت لیلی اسرار معرفت

از طبع نازک خیال شیریں مقال مولوی مظفر علی صاحب مدرس مدرسہ اشرف المدارس کچھوچھہ شریف

چھپا ان دنوں اشرفی کا کلام ۔۔۔ جو ہر صاحب دل کو مرغوب ہے
طریقت سے ہر نظم کو واسطہ ۔۔۔ حقیقت سے ہر شعر منسوب ہے
مظفر ذرا کان دھر کے سنو ۔۔۔ اگر تم کو تاریخ مطلوب ہے
۶۶۶ × ۲ = ۱۳۳۲ھ
صدا دے رہا ہے فلک بار بار ۔۔۔ مکرر کہو واہ کیا خوب ہے

ریختہ کلک جواہر سلک ادیب اریب مولوی علی احمد خاں صاحب اسیر نقشبندی قادری بدایونی پروفیسر عربی سینٹ جانز کالج آگرہ

مرحبا صل علی دیوانے ۔۔۔ دفتر معرفت و ایقانے
حبذا مصحف آیات جلال ۔۔۔ آیۂ سورۂ انوار جمال

پرتو مہر کمالِ وحدت / شمع فانوسِ خیالِ کثرت
مو بمو شانۂ زلفِ اسرار / سر بسر غازۂ سلطان بہار
از جنابِ شہِ قطبِ عالم / زیبِ سجادۂ غوثِ اعظم
نونہالِ چمنِ سمنانی / قادری اشرفی وجیلانی
خرقۂ چشت بدوشِ پرنور / چشمش از بادۂ عرفاں مخمور
ساقیٔ بزمِ رسول الثقلین / قرۃ العینِ حضورِ سبطین
بلبلِ نغمہ سرائے توحید / طوطیِ آئینہ دارِ تجرید
یا رب از فیضِ سخن تا بہ ابد / طالبش فائقِ مطلوب شود
۱۳۳۲ھ
سالِ طبعش ز اسیرِ ناشاد / ہمہ آئینۂ ذاتِ حق باد

ولہ

مرحبا دیوانِ آں جانِ دل پیرانِ پیر / صاحبِ سجادۂ قطبِ دو عالم دستگیر
اشرفی جیلانی و چشتی معین الاولیا / قرۃ العین شہِ سمنانی نور الہدیٰ
جلوہ آرائے حقیقت گشت مثلِ شمعِ نور / شاہدِ رعنائے وحدت کرد در کثرت ظہور
دفترِ عرفانِ حق آئینۂ انوارِ ذات / مصحفِ آیاتِ رحمت شرحِ اسرارِ صفات
۱۳۳۲
بہرِ طبعش تا اسیرِ بینوا شوریدہ حال / شمع فانوس خیال اوجِ اہلِ حال سال

ساقی نامہ نتیجۂ فکرِ فلک پرواز سخن سنج طناز مولوی یعقوب حسین صاحب ضیا بدایونی فرزند جناب اسیر بدایونی

ہے کہاں اے ساقیِ میکش نواز / تا کجا اخفائے صہبائے حجاز
اٹھی ہیں رم جھم سنہری بدلیاں / ہے امنگوں پر بہارِ گلستاں
غنچہ و گل بیخود و مخمور ہیں / نشے میں نرگس کی آنکھیں چور ہیں

جھومتے ہیں جوشِ مستی میں شجر
دامنِ گل ہے مئے عرفان سے تر

کھولدے ساقی کلیدِ میکدہ
ہے طلوعِ صبحِ عیدِ میکدہ

آج میخواروں کی سج دھج اور ہے
اشرفی پیرِ مغاں کا دور ہے

رند ہیں فرطِ خوشی سے باغ باغ
نورِ افشاں ہے کچھوچھے کا چراغ

قادری صہبا شرابِ سنجری
آج ایک شیشے کے اندر ہے بھری

نقشبندی سہروردی بادہ خوار
جوشِ مستی میں ہیں باہم ہمکنار

بزمِ عرفاں صحبتِ رندانہ ہے
خانقاہِ صوفیاں میخانہ ہے

چل رہا ہے خیر سے دورِ شراب
دستِ ساقی میں ہے اک روشن کتاب

شغلِ مے میں ہو رہی ہے قدرِ فن
میکدہ ہے صورتِ بزمِ سخن

مصحفِ آیاتِ اسرارِ سرور
اشرفی صاحب کا ہے دیوانِ نور

ہے فروغِ نشۂ خاصانِ حق
اس بیاضِ حق نما کا ہر ورق

بیت ہر اک خانۂ خمار ہے
مطلع مطلع مطلعِ انوار ہے

بندش ہر شعر کیف انگیز ہے
سطر ہر اک سلکِ جوہر ریز ہے

ہے عروسِ نظم کی مستی غضب
ہو رہے ہیں صدقے اربابِ ادب

شاہدِ مضموں کا حسنِ دلربا
دخترِ رز کی ایک مستانہ ادا

ہے کہیں لطفِ ملاحت کی جھلک
بادہ خواروں کے لئے کانِ نمک

ہے کہیں تلخی حلاوت سے وہ بات
مصرع مصرع بن گیا شاخِ نبات

ہے فصاحت میں بلاغت لطف خیز
ہر گلِ مضمون تو ہے عطر بیز

وصف اس بحرِ لطافت کا محال
درحقیقت ہے یہ دیواں بیمثال

مدح کے نغمے کہاں تک گایئے
فکرِ سالِ طبع دیواں چاہیئے

مرحبا صد مرحبا فکرِ ضیا
حبذا صد حبذا ذہنِ رسا

۱۳۳۲

سال کیا سلکِ مضامیں سے چنی
ہے دُرِ یکتا کلامِ اشرفی

از فخر العلما مولوی حکیم سید شاہ محمد فاخر صاحب بیخود محمدی اجملی زاہدی اشرفی علیمی الہ آبادی سجادہ نشین دائرہ قطب اکمل حضرت شاہ محمد اجمل قدس سرہ - الہ آباد خلیفہ اجل حضرت اشرفی مد فیضہ

اشرفی آں مقتدائے اہل دل | طرہ دستار فخر و اعتلا
چوں علیؓ را با حسینؓ آمیختم | نام پاکش گشت روشن چوں سہا
آفتاب دودمان قادری | چشتیاں را بادشاہ و پیشوا
واردات خویش را فرمود نظم | نظم او چوں سلک درہا پر ضیا
بیخود از ما خادمان بارگاہ | مرحبا نیرنگ را صد مرحبا
سعی کامل کرد در ترتیب باز | بہر طبعش مستعد شد حبذا

۳۳ ۱۳ھ

در سن طبع کلام بیمثال | می نویسیم بحر فیض کبریا

ولہ

چھپ رہا ہے کلام حضرت کا | فکر تاریخ کی جو بیخود نے

۳۳ ۱۳

فیض مرشد سے لکھ دے مستانہ | قادری پیالہ اور چشتی مے

ولہ

خدا رکھے ہمیشہ ایسی رفعت | فلک سے بڑھ کے شان اشرفی ہے

۳۳ ۱۳ھ

کہوں تاریخ میں چھپتا ہے دیواں | بہار بوستان اشرفی ہے

از مولوی سیّد شاہ خوب اللہ صاحب ماہر محمدی اجملی زاہدی۔
متولی خانقاہ دائرہ قطب اکمل حضرت شاہ محمد اجمل قدس سرہ الہ آبادی
برادر خرد فخر العلماء علامہ بیخود الہ آبادی

جناب عم قبلہ اشرفی کا	یہ دیواں یا چراغ قادری ہے
ہوئی ماہر جو فکر سال تاریخ	کہا ہاتف نے باغ قادری ہے

از جناب مولانا مولوی شاہ محمد ذکاوت حسین صاحب ذکی اسرائیلی قادری
امام جامع مسجد سنبھل ضلع مراد آباد

چھپ گیا جب صحیفہ نامی	مجھ کو تھا سال طبع میں سکتا
کہا ہاتف نے ہم لکھیں تاریخ	نظم سیّد علی حسین کی لا

ولہ

سرو آزادے زبستان حسن	نونہال گلستان پنجتن
مرشد و ہادی و سجادہ نشیں	فضل کلی داد اورا ذوالمنن
نظم و نثرش ہست در عالم بے	اندریں فن ہست معیار سخن
چوں کلام معنوی مطبوع شد	گشتہ مطبوع ہمہ اہل زمن
باذکائے سنبھلی تاریخ طبع	ہاتفے گفتا بلے اشرف سخن

از جناب مولانا مولوی مفتی ابوذر صاحب رفی اسرائیلی وارثی سنبھلی
مدرس دینیات مسلم ہائی سکول شہر انبالہ

خداداں خدا بیں بسر و علن	وہ آل نبی وارث پنجتن

وہ مسند نشین خلافت مآب	ہیں بحر سخاوت کے دُرِّ ثمن
لکھا اس فصاحت بلاغت سے دیوان	جسے دیکھ حیراں ہوں سب اہلِ فن
ہوئی طبع جس دم وہ نظم شریف	تو احسنت بول اُٹھا چرخ کہن
رؤفی نے ہاتف سے پوچھا جو سال	تو بولا چھپا اشرفی کا سخن ۱۳۳۳ھ

از سگ کوچہ حضرت مصنف مدظلہ العالی سراپا عار و ننگ بندہ نیرنگ

اشرفی اشرف ارباب شرف	پیکر معنی و تمثالِ جمال
در گلستان نبیؐ طرفہ گلے	در چمن زار علیؓ تازہ نہال
سرو خوش قامت باغ حسنینؓ	لالۂ گلشن سلطانِ جبال
صورتش صورتِ غوثؓ اعظم	سیرتش سیرت احمدؐ بمثال
غازۂ عارضِ زیبائے سلوک	سرمۂ نرگس شہلائے کمال
گفتہ اش گفتہ ہاتفِ از غیب	قال او آئینہ چہرۂ حال
شعر او رشحہ نیسانِ قدم	فی المثل از اثر سحر حلال
تازہ ساز و بدل سنگدلاں	قصہ نغمہ داؤد و جبال
پیش آب گہر گفتارش	گہر و لعل نماید چو سفال
بارک اللہ چہ روشن دیواں	بدر از تابِ جبینش چو ہلال

گفت نیرنگ چہ سالِ طبعش

گفتمش مطلع خورشید جلال ۱۳۳۳ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شجرۂ منظوم سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ اشرفیہ

یارب بمحمدؐ بہر علی بحسن سلطان دین مددے
بن زید و فضیل و ابراہیم و حذیفہ امین الدین مددے

پئے ممشاد و بحق احمد ہم شاہ محمد و بو یوسف
مودود و شریف و ہم عثمان معین و قطب الدین مددے

بفرید و نظام و سراج و علاء اشرف و نور العین ولی
بحسین و جعفر و ہم حاجی پئے شمس الحق و الدین مددے

پئے راجو و احمد فتح اللہ بہر او و بہا و توکل من
بہر داود و نیاز ولی پئے اشرف نیکترین مددے

از عجز و نیاز بو احمد ایں اشرفی بے سامانے
بر خستگی جانم نظرے بر حال من مسکیں مددے

شجرۂ منظوم سلسلۂ عالیہ قادریہ جلالیہ اشرفیہ

یارب بمحمدؐ بہر علی بحسن سلطان دیں مددے
بحبیب و طائی و ہم کرخی بسری و جنید امیں مددے

بابوبکر و عبد الرحمن ہم بو الفرح و پئے ہنکاری
بسعید و غوث جیلانی بعلی محبوب تریں مددے

پئے اقلح و بو الغیث و فاضل بعبید و جلال و شہ سمناں
پئے نور العین و بہر حسن بشہید گوشہ نشین مددے

بمحمد و بہر حسین ولی پئے عبد رسول و نور اللہ
بہدایت و پیر عنایت شہ پئے نذر ہادی دیں مددے

بہ نوازہ صفت و قلندر حق پئے منصب اشرف مرشد من
بر اشرفی درویش حزیں اے رونق عرش بریں مددے

شجرہ منظوم سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ

کہ از حضرت حافظ احمد حسین شاہ صاحب شاہجہان پوری قدس سرہ حاصل شدہ

یارب بہ محمد فخر رسل بعلی ولی شہ دیں مددے
بہر حسن و عبدالواحد بفضیل سراج یقیں مددے

پئے ابراہیم بن ادہم بحذیفہ و شاہ امین الدیں
پئے ممشاد و اسحٰق احمد محمد نیک تریں مددے

پئے بو یوسف ہم قطب الدیں بشریف و ہم عثمان معیں
پئے قطب فرید و نظام الدیں نصیر و کمال الدیں مددے

بسراج و علم الحق والدیں بہر محمود و جمال و حسن
بمحمد و ہم یحییٰ مدنی بہ کلیم و نظام الدیں مددے

بشہ فخر و سبحان علی بو اللیث و سرافراز کامل
بغلام امام و شہ احمد بر اشرفی مسکیں مددے

شجرہ منظوم سلسلہ چشتیہ نظامیہ صفویہ

کہ از جناب شاہ خلیل احمد المخاطب عین اللہ شاہ صفی پوری حاصل شدہ

یارب بمحمد بہر علی بحسن سلطان دین مددے
بن زید و فضیل و ابراہیم و حذیفہ امین الدیں مددے

پئے ممشاد و اسحٰق احمد ہم شاہ محمد و بو یوسف
پئے قطب و شریف و ہم عثمان معین و قطب الدیں مددے

بفرید و نظام و نصیر الدیں بجلال و راجو مرشد من
پئے سارنگ و مینائے ولی پئے سعد و صفی الدیں مددے

بمبارک و اکرم عالیشان عبدالرحمٰن عبدالواحد
پئے زاہد و بہر شہ خوش من عبداللہ ہادی دیں مددے

بہر انعام و غلام پیر از بہر حفیظ و شہ خادم
بخلیل عین اللہ ولی بر اشرفی مسکین مددے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلام فارسی

عمرہا جلوۂ او جست نگاہم پیدا ‏— کرد آئینۂ دل صورت ماہم پیدا

بیگمانست کسے پیش نگاہم پیدا ‏— کہ شد از جلوۂ او نور خداہم پیدا

کعبہ و دیر ز آوارگیم تنگ آمد ‏— نیست در عشق مگر جائے پناہم پیدا

بگذر از رہِ الطاف کہ این شیوۂ تست ‏— گرچہ صد فتنہ نمایند گناہم پیدا

حال بیتابئ دل از منِ بیمار مپرس ‏— کہ شررہا شود از شورش آہم پیدا

چشم گریاں دل سوزاں رُخ زرد و تن زار ‏— در رہِ عشق تو گشتند گواہم پیدا

اشرفی ذلت و رسوائی کوئے خوباں
کرد در ہر دو جہاں عزت و جاہم پیدا

بحضورت نہ کشادم لب عرض مدعا را ‏— کہ مراں ز در گہ خود من عاجز و گدا را

نظرِ تلطفے کن تو بحال من خدا را ‏— کہ نہ تاب ہجر دارم بحضور دار ما را

بجہاں اگرچہ گشتم نہ بجز عار رسیدم ‏— کہ سوائے در گہ تو بکہ آرم التجا را

بمذاقِ صوفیانہ ز کشاکشِ زمانہ ‏— دلِ من کہ بود موئیں شدہ ہمچو سنگ خارا

سر اشرفی فدایت بسر رہِ رضایت
بسرت کہ سر نتابم چو کشی بہ تیغ مارا

این است بعشق حاصلِ ما
شد بر توفدا تن و دلِ ما

گفت از پسِ قتل قاتلِ ما
بنگر سوئے رقصِ بسملِ ما

این عشق کجا رساند مارا
شد کوچۂ یار منزلِ ما

گاہے نگہے بکشتگاں کن
بے رحم مباش قاتلِ ما

از گوشۂ چشم ہم نہ بینی
صد درد و الم است شاملِ ما

در بحرِ محبّت غریقیم
از چشم نہانست ساحلِ ما

جز وصل مخواہ اشرفی ہیچ
دیگر نبود محاصلِ ما

بشکلِ شیخ دیدم مصطفٰے را
ندیدم مصطفٰے را بل خدا را

زخود فانی شدم دیدم بقا را
ندیدم غیر ذاتِ خود خدا را

مکن اے زاہدِ خشک اعتراضے
چہ دانی سرِّ توحیدِ خدا را

اگر گوئی مرا تو بت پرستی
بگویم در بتاں دیدم خدا را

چہ گویم اشرفم یا اشرفیم
میسر شد این سرِّ نہانی خدا را

بآستانہ امامین کاظمین رضی اللہ عنہما عرض کردہ شد

ایہا الموسیٰ بن جعفر و یٰ تقی ابن الرضا
اے امام ابن الامام ابن امام الاتقیا

از جہاں فتی بجاں بیکسی و رنج و غم
لیک عالم را رہانیدی ز قیدِ رنجہا

عرض حاجت میکنم در پیشِ شاہِ کاظمین
جملہ حاجاتم شود از حضرتِ پاکت روا

جبہ سائے آستانت جن و انسان و ملک
ز اتباع انبیا ذات تو فخر الانبیاء

خاکروبی جنابت ہر کہ کرد از صدق دل
درج شد نامش بدفترہای نام اولیاء

حد امکان من مسکیں نباشد وصف تو
وصف تو داند خدا یا خاص خاصان خدا

آرزوہائے دل ایں اشرفی خاکسار
جملہ برآور طفیل حیدر مشکل کشا

بدربار سامرہ شریف بروز دوشنبہ ۲۷ ماہ شعبان ۱۳۲۳ھ اندر صحن روضہ مبارک عرض کردہ شد

اے نقی و عسکری ابن بتول پارسا
حاجت ایں بندہ را از لطف خود فرما روا

اے امامین غریب و بیکس و مسکیں نواز
علم عرفان خدا را کن بایں مسکیں عطا

از پئے آں حجۃ اللہ مہدئ آخر زماں
سینہ ام روشن شود از نور ذات کبریا

باد صد جانم فدائے قبۂ ہر دو امام
ایں دلم قربان و چشمم فرش راہ ایں دوتا

در جناب ایں کریماں کے رسیدے اشرفی
گر نبودے لطف شاں ہر لحظہ پیشش رہنما

دل من خاص آشیانۂ تست
لطف فرما کہ خانہ خانۂ تست

ہر کہ بیگانہ گشت از عالم
بخدا بندۂ یگانۂ تست

نیست ماوائے در جہاں دگرے
ما من جملہ آستانۂ تست

از کمان دو ابروت بدلم
تیر افگن کہ ایں نشانۂ تست

زلف پر پیچ و تاب و خال رخت
ایں عجب دام و طرفہ دانۂ تست

شوخ چشما سحر بچشم من — این خمار از مئے شبانۂ تست

غزل اشرفی شنید چو یار
گفت این مز عاشقانۂ تُست

باز از دستِ جنوں چاک گریباں شد نیست — فتنہ دامن کش این بے سر و ساماں شد نیست

صاف کردیم بجہد اتم آئینۂ دل — بامید آنکہ رُخ یار نمایاں شد نیست

جان و ایماں بتو اے پیر مغاں خواہم داد — غیر ازیں از من بیچارہ چہ ساماں شد نیست

در شبِ وصل ز دیدار چہ لذت گیرم — دانم آخر سحر ہجر نمایاں شد نیست

گریہ کم کن صفتِ ابر بہاری کاخر — بغم آں گل تر عمر بپایاں شد نیست

نظرے کرد بطفلی سوئے حالم اُستاد — گفت ایں نام کن سید سمناں شد نیست

اشرفی چند بنالی بغم آں مہرو
آنچہ تقدیر شدہ روزِ ازل آں شد نیست

اے سوزِ فراق تو در دل شررے دارد — جاں سوختۂ عشقت تفتہ جگرے دارد

عاشق برُخ جاناں ہر دم نظرے دارد — بے فکر ز این و آں با دوست سرے دارد

عمریست کہ درد تو بیتابِ تو دائم کرد — ایں شام غمِ ہجراں آخر سحرے دارد

آں شوخ بُت پُر فن دلبر و بیک غمزہ — در دلبری عالم زیبا ہنرے دارد

اے زاہد ظاہر بیں از سر نہانِ ما — واقف بود آں مرغے کز دل خبرے دارد

با یک نظرے جادو ہوشم بربود و گفت — ایں سحر مپنداری چشمم اثرے دارد

چوں اشرفی بیدل آزاد ز عالم شد
ہر کس کہ بکوئے تو یکدم گذرے دارد

جانِ من قربانِ آن جانِ جہانم شد چہ شد
بانشان از نامِ او نام و نشانم شد چہ شد

باعثِ تفریحِ جانِ ناتوانم شد چہ شد
نامِ آن نام آورے و روز بانم شد چہ شد

مہربانِ حال زارم مہربانم شد چہ شد
گام فرسا سویم آن سرو روانم شد چہ شد

خوش بلائے جانِ جانِ من میسر آمدہ
دلِ اسیرِ دامِ گیسوئے بتانم شد چہ شد

کفر و اسلامم بزلف و روی او وابستہ شد
مذہبم گبر و مسلماں ہر دو شانم شد چہ شد

رشتۂ الفت چو بستم زاں پری رو سیم تن
بے تعلق جان و دل از دو جہانم شد چہ شد

اشرفی در کوئے جاناں ذلت و رسوائیم
باعثِ فخر و ظہورِ عز و شانم شد چہ شد

شہ خوبانِ من رنگیں قبا نازک ادا دارد
بہر غمزہ بہر عشوہ جہانے مبتلا دارد

بصد ناز و کرشمہ شوخئ لا انتہا دارد
دلِ عشاق پامالِ خرام نازہا دارد

نہ در عالم نظیرِ صورتش موجود نے ممکن
چہ گویم وصفِ حسنِ او کہ از خوبی چہا دارد

نگر و چوں فدایش عالمے کز بہرِ تسخیرے
قدِ رعنا رخِ زیبا جمالِ دلربا دارد

بر قصم جاں فدا سازم بزیر پائے او خنداں
اگر از خواہشِ خود یارِ من قتلم روا دارد

چساں شکوہ کنم ممنونِ بیدادم کہ آں قاتل
پئے عشاق جائے مہر صد جور و جفا دارد

مپرس از اشرفی احوال او در عشق تو چوں است
کہ آں بیچارہ اندر سینہ دردِ لا دوا دارد

بتاریخ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ بوقت رخصت از مدینہ منورہ بر ریل گفتہ شد

از محفلِ جانانہ من دور شدم امروز
بر خود نہ چرا گریم مہجور شدم امروز

جز نالہ و آہ من نے مونس و غمخوارے — اے وائے بریں حالت معذور شدم امروز

بے وصل نہ صبر آید مشتاق لقائش را — دردا کہ ز دست غم مجبور شدم امروز

بازار بسے ہم سویش بینم رخ نیکویش — گویم بمراد دل مسرور شدم امروز

قاصد ز بر دلبر پیغام بمن آورد — حقا کہ ازیں احسان مشکور شدم امروز

چوں شیر و شکر با ہم آمیخت بمن ماہم — از گفتن قول حق منصور شدم امروز

اے اشرفی مسکیں در میکدۂ عشقش
از خوردن یکجامش مخمور شدم امروز

محبوب ذات کبریا فریادرس فریادرس — مخصوص درگاہ خدا فریادرس فریادرس

اے انبیا را پیشوا فریادرس فریادرس — ہر مقتدا را مقتدا فریادرس فریادرس

عالم ز علم من لدن دانندۂ اسرار کن — اے جائے تو عرش علا فریادرس فریادرس

تا عرض حال خویشتن پیش جناب کردہ ام — دارم بدل امیدہا فریادرس فریادرس

از دست چرخ کج خرام آمد بلاہا بر سرم — شاہ رسل عقدہ کشا فریادرس فریادرس

افتادہ ام در بیکسی للہ بفریادم رسی — اے دستگیر بینوا فریادرس فریادرس

کار ہمہ دنیا و دیں وابستۂ مرضی تست — اے مرجع شاہ و گدا فریادرس فریادرس

ہر لحظہ دارد التجا ایں عاجز و مسکیں گدا — اے حضرت خیر الوریٰ فریادرس فریادرس

ایں اشرفی خستہ جاں گوید بصد آہ و فغاں
یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ فریادرس فریادرس

سروے بقامت تو بہ بستان ندیدہ ام — چوں تو گلے بہ ہیچ خیاباں ندیدہ ام

۱۵ یہ غزل دربار شریف مدینہ منورہ میں بذریعہ مولوی فخر الدین بریلوی پیش ہوئی - بحمد اللہ کشود کار و حصول مدعا ہوا ۱۲

در باغ دہر گشتم و دیدم ہزار گل — یک گل چو رویت اے گُلِ خنداں ندیدہ ام

ہر کس کہ یک نظر بجمالِ تو کرد گفت — جز حق دگر بصورتِ انساں ندیدہ ام

اے شاہِ دلبراں نظرے کن کہ در غمت — تا بودہ ام بجز رخِ حرماں ندیدہ ام

جاناں ترحمے کہ بعالم چو اشرفی
دلدادہ و گدائے پُر ارماں ندیدہ ام

من چو با جاناں رسائی یافتم — قبضہ بر ملکِ خدائی یافتم

عاشقی بودم کنوں از وصلِ یار — عشوہ ہائے دلربائی یافتم

دلبرا از لطف و احسانِ شما — بندۂ بودم خدائی یافتم

جُملہ سامانِ شہنشاہی نہاں — ور تہ دلقِ گدائی یافتم

اشرفی سرِّ نہاں چوں شد عیاں
از خودی در خود جدائی یافتم

حُبِّ علیؓ نقش زن سینہ ام — شیعہ نیم سُنّیِ بے کینہ ام

فخر نمایم بغلامیٔ او — بندۂ ایں در گہ دیرینہ ام

جلوۂ دلدار نمایاں ز من — من ہمہ تن صورتِ آئینہ ام

ہیچ نبودم و ہمہ ہا شدم — ہست ہمیں قصّۂ دوشینہ ام

او نہ بہ خم مہرہ خرد اشرفی
ہست دریں پردہ چہ گنجینہ ام

ویرانہ کنی ز خان و مانم — تا کے بزنی با متحانم

گر ذبح کنی بہ تیغِ نازم — آزردہ نہ ام کہ شاد مانم

تو در من و من بتو دگر ہیچ	افسانۂ این و آں ندانم
گفتم کہ مقام تُست جائے	آخر غلط آمدہ گمانم

ہاں اشرفیا فنا چہ باشد
از ہستیٔ خود بدہ نشانم

آوارۂ جہانم مست مئے الستم	بے نام و بے نشانم مستِ مئے الستم
آتش ز دل فروزم این ما سوا بسوزم	برقِ شرر فشانم مستِ مئے الستم
در روئے خوبرویاں دیدم جمالِ جاناں	عین عیاں آنم مست مئے الستم
شہباز اَوجِ قدسم سیمرغ قافِ اُنسم	عنقائے لامکانم مست مئے الستم
صحرائے غیب رفتم رازِ نہفتہ گفتم	بیرونِ این و آنم مست مئے الستم
رفتم بہ بزمِ دلبر خوردم شراب احمر	منّت کشِ مغانم مست مئے الستم

اے اشرفی بہر جا مانند شاہ راجا
با نالہ و فغانم مست مئے الستم

اے حبیبِ خالقِ یکتائے من	وے رسولِ پاکِ دل آرائے من
از کشاکش ہائے غم عاجز شدم	لطف فرما سیّد والائے من
در پریشاں حالی و در بیکسی	آستانت مامن و ماوائے من
پیشِ سلطانِ مدینہ اے صبا	عرض کن حالِ مصیبت ہائے من

بر غلامِ عاجز خود اشرفی
رحم کن اے والی و آقائے من

شدہ از حُسن و جمالم جمال یار عیاں	ز نقش صورت من صورتِ نگار عیاں

منم کہ نالہ کنم در فراق مہرویاں
ز سینہ آہ کشم شکل اشکبار عیاں

نہ پے بروز نہان و عیان من ہر کس
ہماں منم کہ نہانم و آشکار عیاں

گہے بصورت زاہد گہے برنگ رند
گہے مصلّی نشیں گہ شراب خوار عیاں

بنوش جام مل و روے ارغوانی کن
ز فیض پیر مغاں لطف زندگانی کن

گذر ز خویش و مبیں در وجود جز معشوق
بروئے خود نگر و شور من رانی کن

ز عاشقی بگذشتی صدائے ارنی چیست
بناز و غمزہ ندا ہائے لن ترانی کن

بیا بہ خلوت خود مست حسن از رہ لطف
شبے بخانہ عشاق میہمانی کن

اگرچہ پیر شدی اشرفی ز حسرت وصل
بیا و روئے صنم عیش نوجوانی کن

بدربار فیض آثار کربلائے معلّٰی این کلمات حسرت آمیز بوقت حاضری در ۱۳۲۳ھ بماہ شعبان عرض کردہ شد

رہبر سالکاں نگاہ حسینؑ
راہ دیں راست شاہراہ حسینؑ

شامیان جفا شعار ز ظلم
نہ نمودند عز و جاہ حسینؑ

وائے آں جاہلاں نہ دانستند
کہ بلند است پایگاہ حسینؑ

تشنہ لب داشتند تا سہ روز
بیں چہ شد حالت تباہ حسینؑ

آفرینا کہ پیش سرور دیں
فدیہ کردند جاں سپاہ حسینؑ

چوں ہمہ ہمرہاں شہید شدند
بیکسی بود خود گواہ حسینؑ

پسر نوجواں چو گشت شہید — رفت سوئے فلک نگاہِ حسینؑ

آنزماں گشت عالمے تاریک — قتل گردید خود چو شاہِ حسینؑ

رُوحِ سلطان انبیا بگریست — در غمِ قتل بے گناہِ حسینؑ

دیدہ از خود بگریہ مے آید — چوں بیائی بقتل گاہِ حسینؑ

غیر حُر حیری بہ لشکر شمر — نہ کسے بود خیر خواہِ حسینؑ

یابم ار مثل جاں خود صد جاں — فدیہ اش مے کنم براہِ حسینؑ

اے خدا حبِّ اہلبیت بدل — کالحجر نقش کُن بجاہِ حسینؑ

اشرفی جملہ مدّعا یابی
بر تو افتد اگر نگاہِ حسینؑ

جلوہ گر نورِ خدا شد بر رخِ تابانِ تو — مہرِ انور و ضیا حاصل شد از ایوانِ تو

اے جہانگیر ولی محبُوبِ یزدانی توئی — من چہ گویم ہست در کون و مکاں اعلانِ تو

تارک شاہی شدی و مسکینی شاہنشہی — دہر از دست ستم با امن در دورانِ تو

زندہ کردی آں بُتِ سنگیں برائے گلخنی — از قضا اندر قضا جاری بود فرمانِ تو

بسکہ مارا ساختی در مزرعِ دل حارثے — آب خواہم تا رسد از چشمۂ فیضانِ تو

اے کہ در ذکر جمیلت رُوح را شد لذّتے — شاید از لطف و کرم سویم شد میلانِ تو

ملتجی چشمِ رحمت اشرفیؔ خاکسار
عاجز و مسکین فقیر بے سر و سامانِ تو

زدست زہد و تقویٰ چند باشم خانہ بربادے — حریمِ دل زشاہِ عشق باد آباد بنیادے

اسیرِ دام زلفم کرد نازک طبع صیادے — نہ تابِ دم زدن اینجا نہ جائے شور و فریادے

به تیغ ناز گر قتلم کند ترکے پریزادے
فتادہ کار من دوست بیرحمے عیارے
فراموشم مکن ایجان کہ از درد فراق تو
ز آہ آتشینم شد شررہا از جگر پیدا

جز اک اللہ برآید از نہادم جائے فریادے
جفا جوئے جفا کارے ستمگر سخت جلادے
دل صد چاک دارم خاطر صد گونہ ناشادے
خدارا رحمے اے شعلہ مزاجے شوخ آزادے

ببر بادِ صبا پیغام ایں مسکیں بہ پیشِ او
کہ گاہے اشرفی را نیز کن در بزمِ خود یادے

اے یار بہ رُخ نقاب تا کے
تا چند خوری مے حریفاں
اے بخت سیاہ با من زار
در میکدہ مدتے بسر شد
برخیز کہ منزلیست در پیش
جاناں رحمے کہ بے قرارم

ایں مہر نہ سحاب تا کے
مرغِ دل من کباب تا کے
ایں گردشِ انقلاب تا کے
ایں شیوہ ناصواب تا کے
اے خانہ خراب خواب تا کے
با خستہ دلاں عتاب تا کے

از ہجر تو اشرفی ست بیتاب
با عاشقِ خود حجاب تا کے

ز دردِ ہجر تو ہر صبحگاہے
نظر کن بر منِ حال تباہے
چو خواہش کردم از بہر نگاہے
دراں کوئے کہ آئی بہرِ تفریح
نماید عالمے تاریک در چشم

کنم صد نالہ و فریاد و آہے
تو جان جانم اے نوز نگاہے
بگفتا دائمانے گاہے گاہے
خوشا بختم کہ گردم خاک راہے
کشم گر از دلِ پر درد آہے

چو در کوئے بتاں گیرم سکونت | بدانم بہتر از صد خانقاہے

میرس از اشرفی حالش کہ چونی
کہ خوردہ بر جگر تیرِ نگاہے

اے لمعۂ نورِ تو انوارِ خدادانی | چوں غیرِ خدا خوانم واللہ خدا شانی
من ذرّہ ناچیزم تو مہرِ درخشانی | للہ نظرے فرما اے سیّدِ سمنانی
بر مصحفِ رُوئے تو اربابِ نظر بینند | انوارِ الٰہی را چوں آیتِ قرآنی
خورشید چہ تاب آرد از نورِ جمالِ تو | آئینہ صفت ماند در حیرت و حیرانی
از شوقِ وصالِ تو آمد چو خیالِ تو | دِل رفت ز پہلویم اے دلبرِ لاثانی
در حضرتِ والایت آیم بچہ سامانے | ساماں نبود مارا جز بے سر و سامانی

ایں اشرفیِ مسکیں با جان و دلِ محزوں
صد بار فدائے تو اے مظہرِ رحمانی

سینہ جائے حسینؓ ابنِ علیؓ | جاں فدائے حسینؓ ابنِ علیؓ
من گدائے حسینؓ ابنِ علیؓ | بے نوائے حسینؓ ابنِ علیؓ
ہست کافی برائے بخششِ ما | خوں بہائے حسینؓ ابنِ علیؓ
سرمۂ دیدۂ ملک گردید | خاکپائے حسینؓ ابنِ علیؓ
بیشک اے دِل خدا رسیدہ بود | آشنائے حسینؓ ابنِ علیؓ
طائرِ رُوح مے کند پرواز | بہوائے حسینؓ ابنِ علیؓ
بر سر و دوشِ مصطفےٰؐ جا داشت | ہر دو پائے حسینؓ ابنِ علیؓ
گر بہشت ہست بر زمیں اینست | کربلائے حسینؓ ابنِ علیؓ

آسماں خوں گریست با صد غم	بعزائے حسینؓ ابنِ علیؓ
از زمیں تا فلک ہر آنچہ کہ ہست	شد برائے حسینؓ ابنِ علیؓ
ملک و جن و انس مے کوشند	در رضائے حسینؓ ابنِ علیؓ
عشق دارد بذاتِ والایش	خود خدائے حسینؓ ابنِ علیؓ
مے کنند نار بر شہنشاہی	ہر گدائے حسینؓ ابنِ علیؓ
از دو عالم نمود بے پروا	لطفہائے حسینؓ ابنِ علیؓ
عاشق زار چوں نہ جاں بازد	بر ادائے حسینؓ ابنِ علیؓ
کس نداند بجز خدائے قدیر	درجہائے حسینؓ ابنِ علیؓ
من ناداں چساں کنم دعوائے	در ثنائے حسینؓ ابنِ علیؓ
اے خوش آندم کہ بینداں رخ پاک	مبتلائے حسینؓ ابنِ علیؓ
عاصیانند مستحقِ جناں	از ولائے حسینؓ ابنِ علیؓ
سجدہ گاہست عاشقانش را	نقش پائے حسینؓ ابنِ علیؓ

شاہ گردید اشرفی درویش
از عطائے حسینؓ ابنِ علیؓ

شاہِ جیلاں بمن زار و پریشاں مددے	تو عینِ نبی سیّد و سلطاں مددے
حاضرم بر درِ پاک تو بصد رنج و الم	دستگیرا بمن بے سر و ساماں مددے
بامیدیکہ بہ بغداد ز ہند آمدہ ام	مشکلم سہل کن و بر من حیراں مددے
بر دلِ مردۂ من یک نظر لطف بکن	اے مسیحائے زماں عیسیٔ دوراں مددے

لہ این غزل در سنہ ۱۳۲۳ھ اندر روضہ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ ببغداد شریف گفتہ شدہ۔

بر درِ پاک تو داریم سرِ عجز و نیاز
پیرِ پیران جہاں شد پاکاں مددے

ما غریبیم و غریب الوطنیم اے آقا
چشمِ رحمت بکشا سوئے غریباں مددے

شب تاریک و رہِ تنگ و من بیچارہ
اندریں حالِ زبوں اے مہِ تاباں مددے

ہندی و سندی و ترکی بدرت عرضگذار
اے شہنشاہ نوازندۂ مہماں مددے

حالِ دل را چہ کنم عرض کہ خود بر تو عیاں
بچنیں خستگئے جان پر ارماں مددے

طالبِ معرفتم قلبِ مرا روشن کن
اے شہِ کشورِ دیں صاحبِ عرفاں مددے

اشرفی آمدہ در حالتِ پیری بدرت
دستگیری بکن اے حامیِ پیراں مددے

قطعہ

من ذرہ مہرِ بو ترابم
روشن بجہاں چو آفتابم

در ملکِ جہاں ز شرق تا غرب
آں کیست کہ نیست فیضیابم

دیگر

اشرفا از کرمت قدر جہانم نبود
پیشِ احسانِ تو پروائے زمانم نبود

از جنابِ تو کجا اشرفی خستہ رود
کہ بجز درگہ تو جائے امانم نبود

دیگر

ایں عاشقِ شیدائے دیوانہ شود روزے
ایں قصۂ رسوائی افسانہ شود روزے

ساقی چو دہد جامت مینوش و غنیمت داں
کایں میکدۂ کہنہ ویرانہ شود روزے

مناجات بحضور پرنور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سرور انبیا سلام علیک — رہبر اولیا سلام علیک

از پس مدتِ دراز مرا — شد حضوری درگہ والا

اے دل و جانِ من فدائے تو — نرود از سرم ہوائے تو

آمدم با ہزار عجز و نیاز — بحضوری شاہ بندہ نواز

بہ سلام تو حاضر ست غلام — آرزو میکند جواب سلام

گر علیک السلام فرمائی — شرف و عزتم بیفزائی

دل نادانِ من بہ نادانی — میکند ایں خیال پنہانی

کہ بدرگاہِ سیدِ اعلےٰ — ہست مشکل رسائی اونیٰ

کے سلامت بآنجناب رسد — ذرہ چوں رو بآفتاب کشد

بار از غیب میشود تسکیں — کہ مشو رنجہ و مباش حزیں

ہست مسکیں نواز شاہِ ما — باعث فخر و عز و جاہِ ما

در جنابش سلام ما و شما — ہم کلام و پیام ما و شما

بیوساطت بدرگہ شہِ دیں — میرسد التجائے ہر مسکیں

شاہ ما بندہ پرور ست حلیم — ختم بر ذات اوست خلقِ عظیم

سوئے کل زائرانِ روضہ خویش — ملتفت میشود بلا کم و بیش

گو مرا صورتاً حضوری شد — وائے معناً نہ دور دوری شد

نظرِ لطف کن بسوئے من — کرم تست آرزوئے من

این حجاب درونِ من خیزد — رشحۂ فیض بر دلم ریزد

بخدا از من کمینہ ذلیل — سگ کوئے تو بہتر است و جلیل

اے سگِ کوچۂ حبیبِ خدا — خاکپائے تو کحل دیدۂ ما

اے شجرہائے روضۂ محبوب — چہ نصیب شماست خوش اسلوب

کہ مدام است قبۂ خضرا — بہر نظارہ پیش چشم شما

اے جبالِ جوار سرورِ دیں — خوش نصیبید با فر و تمکیں

وائے بر ما و حسرتِ دلِ ما — کہ بہ ہند است دور منزلِ ما

حاضرم لیک و دلِ پُر غم — ہست پیدا کمال رنج و الم

کہ پس از چند روز روز فراق — پیش چشم من است بر دلِ شاق

مغتنم داں حضوری شہ دیں — کہ پس وصل دوری است قریں

باز در خاکدانِ ہند مرا — رفتن است از چنیں جنابِ علا

اشرفی بعد وصل ہجر مباد — نشود خاطرِ حزیں ناشاد

دیگر

اے عربی خاتمِ پیغمبراں — تاج سرم سرور ہر افسراں

اے درِ تو جائے مناجاتِ من — کعبۂ دیں قبلۂ حاجاتِ من

مامن و ماوائے غریباں توئی — مرجع قوم جن و انساں توئی

بہر سلام تو غلامانِ تو — حاضر دربار خداشانِ تو

ما ہمہ خوانیم صلوٰة و سلام — خوش کہ بفرمائی علیک السلام

گر شنوم از تو جوابِ سلام ‏ فخر و مباہات نمایم مدام

زانکہ چو آئی بسلامِ غلام ‏ بہ کہ کنم بر تو ہزاراں سلام

جز درِ والائے تو اے نورِ جاں ‏ نیست مرا جائے نجات و اماں

حاضرِ دربارِ شریفم نگر ‏ داشتہ انبار گناہاں بسر

از کرم و از رہِ لطفِ شہی ‏ بارِ سرم از سرِ من وا رہی

سیّد و سلطان زمین و زماں ‏ واسطہ بخششِ ما عاصیاں

از پے بخشایشِ ما پُر گناہ ‏ پیش خداوند جہاں عذر خواہ

دست من عاجز و بیچارہ گیر ‏ نیست کسے جز تو مرا دستگیر

سایلِ مسکیں بدرت آمدہ ‏ طالبِ لطف و کرمت آمدہ

دست گشا جانبِ زنبیلِ ما ‏ سرورِ دین شاہ زمین و زماں

بر درِ تو آمدہ ام چوں گدا ‏ منتظرم تا چہ نمائی عطا

جملہ تمنّائے من دلفگار ‏ ہست عیاں پیش تو اے تاجدار

نیست مرا حاجتِ اظہارِ حال ‏ زانکہ تو دانی ہمہ پیش از مقال

با کہ کنم عرض تمنّائے خویش ‏ جز درت اے مرہمِ ہر سینہ ریش

کے بمراد دلِ خود میرسم ‏ بے سر و ساماں شدم و بیکسم

بیکسی و رنج و غمِ من بہ بیں ‏ نیست مرا حامی و مونس قریں

مرجعِ مخلوقِ خدائے جہاں ‏ مظہرِ حق واقفِ سرّ و عیاں

ذاتِ شریفت چو نہ گشتے عیاں ‏ ہیچ نہ بودے ز دو عالم نشاں

از سببِ ذاتِ تو اے ذی وقار ‏ گشت خدائی خدا آشکار

خلدِ برین هست اگر بر زمین / هست همین روضهٔ سلطانِ دین
گنبد خضرا ز تو آراسته / به ز جنان رونق نو خواسته
در دل ویرانهٔ من جا نما / اے ز تو آبادیٔ ویرانه ها
همچو مدینه بدلم جا گزین / زانکه دریں خانه که گردد مکین
نور تو دِل را چو میسّر شود / خانهٔ تاریک منوّر شود
دیده بگرید به تمنّائے تو / حسرتِ دِل اینکه شود جائے تو
طاقت صبر از دل من طاق شد / قصّهٔ من شهرهٔ آفاق شد
خاطر آشفته ام اے نورِ حق / از غمِ هجران تو دارد قلق
تا بکے از سوزِ فراقِ تو من / سوزم و اندر و شوم نعره زن
سیّدِ عالم نظرے از کرم / بر من دلداده که دیوانه ام
غیر تو کس نیست مرا چاره ساز / سیّد والاشرِ مسکیں نواز
رحم بحالِ من بیچاره کُن / چاره ندارم تو مرا چاره کُن
از پے دیدار رُخ حق نما / دیده طلبگار که بیند ترا
کاش جمالت نظر آید بخواب / ایں دل تاریک شود نور یاب
بوسه زنم بر کفِ پایت بجوش / وز دل پُر درد بر آرم خروش
کاے عربیِ البطحی و یثربی / بندهٔ تو مشرقی و مغربی
اے شہ اُمّی لقب عالی نسب / در غم تو سخت کشیدم تعب
باز نگرداں ز حضوری جدا / اے به تو صد جان و دل من فدا
جانِ من و جانِ من و جانِ من / رُوحِ روانِ تنِ بیجانِ من

برقع میندا ز برخ بعد ازیں | روئے تو آئینہ حق الیقیں

تا بجہان است مرا زندگی | باد ز دیدار تو خورسندگی

شکوہ ہجراں نرود بر زباں | دولت وصل تو کند شادماں

ایکہ حیات ابدی وصل تو | منظر نور صمدی وصل تو

شکل بشر آمدۂ حبذا | جلوہ ذات احدی مرحبا

از ادبت گو کہ نہ گویم خدا | لیک ندانم ز خدایت جدا

ذات تو حق ہست بحق حق نما | لے بسرا پردۂ وحدت خدا

سرّ خداوندئ حق سرّ تست | ذات تو شد از ہمہ عالم نخست

چوں نکند عشق خدائے قدیر | بسکہ تو در حسن خودی بےنظیر

آدم و عالم ہمہ شیدائے تو | شیفتہ حسن دل آرائے تو

کیست بجز ذات شریف شما | کز ازلش عاشق و شیدا خدا

صدقہ محبوبئ خود یا رسولؐ | عرض من خستہ جگر کن قبول

اے کہ قسم خورد بعمرت خدا | سوئے رہ عشق خودم رہنما

الفت اغیار رود از دلم | بر رخ زیبائے تو شیدا شوم

آتش عشق تو بود مشتعل | دل نہ بغیر تو شود مشتغل

زندگی و موت بعشق تو باد | غیر ازیں ہیچ نخواہم مراد

باز نماند ہوسے در دلم | نور مجسم شود آب و گلم

اشرفیا بر در سلطان دیں | ہست دعایت بہ اجابت قریں

بہر مناجات وصول مرام | بہتر ازیں نیست بعالم مقام

زود به آداب بصد التجا — بار دگر عرض بکن کے شہا
بندہ ام وتابع فرمانِ تو — بلکہ غلامے زغلامانِ تو
وقت بپاگشتن روز قیام — از لحد خویش چو خیزد غلام
نعرہ زناں شور کناں از فراز — عرض کند پیشِ تو اے تاجدار
کے مدنی مکی و شاہ رُسل — باعثِ پیدائش ہر جزو کُل
من بہ جہاں در غم تو سوختم — دیدۂ خود از ہمہ ہا دوختم
گشت نہ امروز قیامت بپا — بر سرِ اوج آمدہ تقدیر ما
رُوئے تو من بینم و بینندگاں — شاد و غم آزاد مسرت کناں
آمدہ وقت کرم عام تو — بہرہ بیابیم ز انعام تو
دامنِ لطف و کرم خود کشا — بر سرِ ما سایہ فگن از عطا
سیر بہ بینم رُخِ زیبائے تو — سر بہ نہم زیر کف پائے تو
ہست تمنائے منِ بینوا — پیش جنابت رسد ایں التجا
از لبِ جاں بخش تو آید خطاب — جملہ دُعائے تو شدہ مستجاب
بر در پاکم چو گذر شد ترا — زُود بیابی ہمہ مقصود ہا
چوں برسد مژدہ قبول دُعا — باز نماند ہوس مُدّعا
اشرفیا بر در خیر الانام — عرض کُن از شوق صلوٰۃ و سلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلام اردو [1]

مشہور ہو رہا ہے عز و جلال تیرا
جاری ہے ہر زباں پہ قال مقال تیرا

تو پردۂ تعین رُخ سے اگر اُٹھاوے
عالم کو محو کر دے حُسن و جمال تیرا

آنکھوں میں عاشقوں کی شکلوں میں ہو نکلی
جلوہ دکھا رہا ہے یہ خط و خال تیرا

گاہے بشکلِ ممکن گاہے برنگِ واجب
نظارہ ہو رہا ہے لے باکمال تیرا

نظروں میں اہلِ دل کی کثرت ہے عینِ وحدت
ہر حال میں ہے حاصل قرب و وصال تیرا

خود کر کے عشق اپنا پردے میں کیوں چھپا ہے
شاہد ہے مجلسوں میں یہ وجد و حال تیرا

مِلجائے جام وحدت گر واعظا تجھے بھی
مِٹ جائے دل سے تیرے یہ قیل و قال تیرا

مرنے سے اپنے پہلے مر کر ہوا جو واصل
حاصل ہوا اُسی کو پیارے وصال تیرا

جب تجھ میں اشرفی ہے اور اشرفی میں تو ہے
پھر کیا سمجھ میں آئے ہجر و وصال تیرا

سینے میں ہے زخمی دل دیوانہ ہمارا
مرقد میں ہلائے نہ کوئی شانہ ہمارا

ہم شیفتۂ حُسنِ جوانِ عربی ہیں
عالم میں زباں زد ہے یہ افسانہ ہمارا

مخمور مئے عشقِ رسولِ دو سرا ہیں
بے وجہ نہیں نالۂ مستانہ ہمارا

[1] یہ غزل ۱۲۹۵ھ میں وقت سفر زیارت مدینہ منورہ جہاز پر لکھی گئی۔

واعظ سے کہو محفل مستاں میں نہ آئے
ہے توبہ شکن مشرب رندانہ ہمارا

اب لیجیے خبر اشرفیؔ خستہ کی یا شاہ
ابتر ہے بہت حال فقیرانہ ہمارا

وہ ترا جمال خدا نما جو خدا خدا نظر آگیا
بخدا خدا نظر آگیا بخدا خدا نظر آگیا

جو فنا کے بعد بقا ہوئی تیری ذات جلوہ نما ہوئی
یہ وجودِ فانی سر بسر مجھے شکل لا نظر آگیا

جسے غیر کہتے تھے ہے خدا نہ وجود اسکا کہیں ملا
اسی اپنی صورت و شکل میں وہ مرا خدا نظر آگیا

کہوں کیا کہ کون ہوں کون میں جو کہوں کہ میں ہوں میں تو میں
یہ سمجھ میں آیا کہ تو ہے تو جو حجاب وہ نظر آگیا

وہی ایک ہم میں ہے وہی آپ اپنا نظیر ہے
وہ ہر ایک شکل میں جلوہ گر مجھے خود نما نظر آگیا

یہی اہلِ انکی بات ہے کہ نہیں سوائے ظہورِ حق
اُسے خود نمائی کا شوق تھا جو یہ سوا نظر آگیا

جسے لوگ کہتے تھے اشرفیؔ اُسے چشم غور سے دیکھ کر
لگے کہنے اہلِ نظر یہی کہ یہ کیا تھا کیا نظر آگیا

سینے میں دل ہوا تپاں ایسا
کہ نہ ہو کوئی نیم جاں ایسا

گوشۂ دل میں خوب آ ٹھیرے
یار پاتے کہاں مکاں ایسا

ہم چھپاتے رہے یہ چھپ نہ سکا
رازِ دل ہو گیا عیاں ایسا

نقدِ جاں دیکے بھی نہ ہاتھ لگا
تیرا سودا ہوا گراں ایسا

نکہتِ گل ہو جسطرح گل میں
یار دل میں ہوا نہاں ایسا

رگِ جاں سے قریب تر ہے وہ
نحن اقرب سے ہے عیاں ایسا

اشرفیؔ ناز کر تو اشرف پر
کون پاتا ہے خانداں ایسا

مرے دل کے آئینے میں جو وہ جلوہ گر بھی ہوتا
شب تار کس کو کہتے کہ عیاں سحر بھی ہوتا

کریں آہ و نالہ پیہم مگر اسکو کچھ نہیں غم
میرے دل کو صبر آتا وہ ذرا خبر بھی ہوتا

کشش دل حزیں خود اُسے پاس میرے لاتی
مری آہ میں جو ہمدم کہیں کچھ اثر بھی ہوتا

مجھے موت کا نہیں غم مگر آئے اس کے در پہ
کسی حیلے سے الٰہی مرا واں گذر بھی ہوتا

کبھی اشرفی تڑپتا سر راہ شکل بسمل
مگر اُس طرف سے اسکا کہیں رہ گذر بھی ہوتا

شان ختم رسل کا بیاں ہوگیا
حق عیاں حق عیاں حق عیاں ہوگیا

اُن کے حسن خداداد کا ذکر سن
دل تپاں دل تپاں دل تپاں ہوگیا

مدح سرور میں مرغ چمن ذوق سے
نغمہ خواں نغمہ خواں نغمہ خواں ہوگیا

مصطفٰے کی صفت لکھتے لکھتے قلم
گل فشاں گل فشاں گل فشاں ہوگیا

اُن کی مدحت میں یہ عاجز و ناتواں
لا بیاں لا بیاں لا بیاں ہوگیا

عشق احمد وصال خدا کیلئے
نردباں نردباں نردباں ہوگیا

نقش سم براق نبی سے فلک
کہکشاں کہکشاں کہکشاں ہوگیا

سن کے وصف جمال نبی دل مرا
شادماں شادماں شادماں ہوگیا

نام فرقت کا سنتے ہی یہ خستہ دل
نیم جاں نیم جاں نیم جاں ہوگیا

اشرفی فیض نعت شہ دیں سے تو
خوش بیاں خوش بیاں خوش بیاں ہوگیا

اے فخر رسل شہ ہر دو سرا کرو قید الم سے جلد رہا [۱]
مجھے رنج و فکر نے گھیر لیا ہے غم درد دل کی تمہیں ہو دوا

---

[۱] یہ غزل ۱۳۱۶ھ میں لکھ کر مدینہ منورہ بوساطت مولوی فخرالدین بریلوی روانہ کی گئی۔ انہوں نے دربار عالی میں عرض کیا۔ یہ غزل بحالت اضطرار لکھی گئی تھی۔ خدا نے اس عاجز کی التجا قبول کی اور شرور زمانہ سے نجات ملی۔

ہے ذوق عبادت دل میں مرا شوق میں ہوا انجام مرا
کوئی حاجت رہ خیر نہو کروں گوشے میں بیٹھ کے یادِ خدا

نہ میں طالب دولت دنیا ہوں نہ امارت و عیش کی خواہش ہے
تری اُلفت میں دیوانہ رہوں مجھے طالب صادق اپنا بنا

تیرے عشق میں اے محبوبِ خدا مری عمر عزیز گذر جائے
نہ کسی کی محبت دل میں رہے نہ کسی سے تعلّق ہووے مرا

کوئی مونس حال رہا نہیں میری جان حزیں ہے اور غم ہے
کروں کس سے میں شکوۂ جورِ فلک میری کون سُنے گا ترے سوا

میں بشر ہوں بھلا کیونکر جھیلوں یہ ستم یہ جفا یہ رنج و الم
مجھے چین سے رہنا مشکل ہے مرا ضبط پہ بھی قابو نہ رہا

مرا قصّۂ حسرتِ دل شاہا نہیں ایسا کہ لاؤں زباں پہ اُسے
یہ خیال ہے گوشِ مبارک پر کہیں بار نہ ہوئے میرا کہنا

جو گذر ہو تیرے مدینے میں تو اے صبا یہ پیام مرا شہ سے کہیو
کہ ہے سخت پریشان و مضطر وہ تمہارا غلام بے سر و پا

کرو مجھ پہ نگاہِ کرم جو شہا ابھی بگڑی ہوئی بنجائے مری
ہُوا اشرفی مسکیں کے لیئے دوراں - آمادۂ جور و جفا

جب کوہِ مفرّح سے وہ روضہ نظر آیا
تسکینِ دلِ زار کا نقشہ نظر آیا

وہ روضۂ شاہنشہِ بطحا نظر آیا
یا جنّتِ ماوا کا بھی ماوا نظر آیا

آنکھوں نے کسی کی جو نہیں خواب میں دیکھا
وہ قدرتِ خالق کا تماشا نظر آیا

عشاق چلو روضۂ محبوبِ خدا میں
لو دُور سے وہ قبۂ خضرا نظر آیا

آنکھوں میں چکا چوند ہے کیوں اے رو کہدو
کیا سب کی نگاہوں میں مدینہ نظر آیا

یہ قُبّۂ خضرا ہے سرِ راہِ مدینہ
وہ مسجدِ عالی کا منارہ نظر آیا

اے اشرفی زار کہوں تجھ سے میں کیونکر
اِن آنکھوں سے اِس دم مجھے کیا کیا نظر آیا

محفل اغیار میں جائینگے آپ
ہم کو تو حسرت سے ستائینگے آپ

تشنۂ دیدار کو اپنے کبھی
جامِ مے وصل پلائینگے آپ

گر کشش عشق نے تاثیر کی — جاتے ہی پھر آپ سے آئینگے آپ
ہجر میں کب تک رہیں بیتاب ہم — کہئے کسی روز بھی آئینگے آپ

اشرفی شیفتہ کو بھی کبھی
اپنی حضوری میں بلائینگے آپ

سلامت رہو میرے سر پر سلامت — ہمیشہ رہو سایہ گستر سلامت
رہیگا جو قاتل ترا گھر سلامت — نہ جائیگا لیکر کوئی سر سلامت
مقابل میں اُس تیغ ابرو کے آکر — نکلجائے کیونکر کوئی سر سلامت
پھنسا مُرغ دِل دام گیسو میں ایسا — کہ ممکن نہیں ہووے جانبر سلامت
جفا پر تمہاری دُعا کر رہے ہیں — رہے شاد و خرم ستمگر سلامت
سمائے نگاہوں میں ایسے کہ ہر سُو — تمہیں تم ہو اے بندہ پرور سلامت

دِل اشرفی باتوں باتوں میں چھینا
رہے تا ابد میرا دلبر سلامت

غمِ فراق سے رہتی ہے انتشار میں رُوح — جو وصل ہو تو رہے شاد جسم زار میں رُوح
نہ قبر پر بھی اگر بعد مرگ آیا تو — رہیگی تیرے ہی تا حشر انتظار میں رُوح
سُنادے مژدۂ دیدار جلد اے قاصد — بہت دنوں سے تپاں ہے فراقِ یار میں رُوح
نہ سخت ہاتھ لگاؤ سنبھل کے شانہ کرو — چھُپی ہے کاکلِ مشکیں کے تار تار میں رُوح
طبیب دیکھ کے بیمار عشق کو بولا — بس اِک حباب سی باقی ہے جسم زار میں رُوح
اگر نہ آئے عیادت کو وقتِ نزع بھی تم — تڑپ تڑپ کے رہیگی مرے مزار میں رُوح

خبر نہیں تنِ لاغر کی اشرفی ہم کو
بھٹکتی پھرتی کہیں ہوگی کوئے یار میں رُوح

فلک دالان سلطان المشائخ ——— ملک دربان سلطان المشائخ

ولایہ کعبۂ اہل یقیں ہے ——— درودالان سلطان المشائخ

بلا ہے کیا ہی بخشش کا وسیلہ ——— ہمیں دامان سلطان المشائخ

تمنا ہے یہی دل کی کہ دیکھوں ——— رخ تابان سلطان المشائخ

ابھی روشن ہو دل نور یقیں سے ——— جو ہو فیضان سلطان المشائخ

کروں قرباں میں اپنے مال و جاں کو ——— جو ہو فرمان سلطان المشائخ

سراج الدین علاؤ الدین و اشرف ——— گل بستان سلطان المشائخ

غلام اپنا بنایا اشرفی کو
یہ ہے احسان سلطان المشائخ

چھپائی کس لیے صورت دکھا کر ——— ہمیں آشفتہ و شیدا بنا کر

پھر اپنے حسن کا جلوہ دکھا دو ——— ہمارا سینہ آئینہ بنا کر

تڑپتا ہے دل غمگیں ہمارا ——— ملیگا کیا تمہیں ہمکو ستا کر

کیا پیر مغاں نے کیا ہی بیخود ——— ہمیں جام مے وحدت پلا کر

وہ دام زلف میں دیتے ہیں ایذا ——— ہمارے طائر دل کو پھنسا کر

جنون عشق میں یارب کسی کو ——— نہ یوں میری طرح تو مبتلا کر

نہ بھولو اشرفی کو دل سے اشرف
در شاہانہ پر اپنے بلا کر

ہماری آنکھوں سے ہرگز نہیں حجاب میں یار ——— مگر ہے بخت سیہ اپنا انقلاب میں یار

نہ اپنی کہتے ہو صاحب نہ میری سنتے ہو ——— بتاؤ حشر میں کب تک رہیں حجاب میں یار

غضب ہے قہر ہے دلدار سے جدا ہونا
مزے دکھائے کباب جگر اگر ہو کبھی

نہ داغ ہجر ہمیں وسنِ شباب میں یار
ترا لعاب دہن ساغر شراب میں یار

ہزار جاں سے ہوا اشرفی فدائے علیؑ
نظر پڑا جو اُسے شکل بوتراب میں یار

رو رہا ہے کس قلق سے دل ہمارا زار زار
بخت خوابیدہ پہ حسرت آرہی ہے بار بار
گر خوشی ہے قتل میں میرے تو پھر تاخیر کیا
جان کام آئے تمہارے عشق میں تو خوب ہے

چبھ گئے سینے میں غم سے اے گلِ بے خار خار
ہم تو چھوٹے یل سے اور ہو گئے اغیار یار
گردنِ عاشق پر کیجے کھینچ کر تلوار وار
صورتِ منصور پائے طالب دیدار دار

وصل مشکل ہے تو کر تدبیر وصل اے اشرفی
کرتے ہیں آخر تو بیٹھے بیٹھے کچھ بیکار کار

کھو گئے دو عالم سے محوِ جانِ جاں ہو کر
تیرے مے پرستوں کو فکر زہد و تقویٰ کیا
کیوں قفس میں پر باندھے طائرِ مقید کے
تیرے ڈھونڈنے والے کہتے ہیں یہ حسرت سے
یوں تو جستجو میں ہم مدتوں رہے لیکن
رازِ خلوت جاناں لب پر آ نہیں سکتے

دیر میں کیا مسکن طالب بتاں ہو کر
کس لیے مقید ہوں مطلق العناں ہو کر
ہائے کیا کیا تو نے یار مہرباں ہو کر
یار کیوں ہوا مخفی بے طرح عیاں ہو کر
کچھ نشاں ملا تیرا آپ بے نشاں ہو کر
خود بخود ہوئے ساکت شکل بے زباں ہو کر

بیقراریاں کیسی اشرفی تیرے دل کو
ضبط کیوں نہیں کرتا مرد رازداں ہو کر

درد ہجراں میں ہوا سخت گرفتار مریض
بستر غم پہ تڑپتا ہے ترا یار مریض

دیکھ بیمارِ محبت کو لگا کہنے طبیب
اچھے ہونے کے نہیں تیرے کچھ آثار مریض

آئے تو بہرِ عیادت اگر اے رشکِ مسیح
ابھی اچھا ہو ترا طالبِ دیدار مریض

اُسنے تیرے لبِ جاں بخش کے چکھے ہیں مزے
داروئے تلخ سے کرتا ہے جو انکار مریض

غش پہ غش آتے ہیں بیتابیٔ دل ظاہر ہے
اب یہ بچتا نظر آتا نہیں زنہار مریض

نزع کے وقت نظر آئے اگر صورتِ یار
جی اُٹھے کیوں نہ ترا طالبِ دیدار مریض [1]

اشرفی کے تپ فرقت میں گئے تاب و تواں
آؤ ملجاؤ تڑپتا ہے یہ ناچار مریض

زلفِ بتاں کے پیچ سے خالق بچائے دل
مرنا جسے قبول ہو جا کر پھنسائے دل

یارب کبھی کوئی نہ کسی سے لگائے دل
مر جائیے زہر کھا کے کسی پر جو آئے دل

رکھوں کہاں میں اب اسے پہلو کو چیر کر
ڈر ہے کہیں نہ یہ شررِ غم جلائے دل

کرتا ہے ابتدائے محبت سے شوخیاں
فرمائیے تو قابو میں کسطرح آئے دل

اے اشرفی بتوں میں محبت ذرا نہیں
کس طرح کوئی سنگدلوں سے لگائے دل

دل پہ غم نے پھر لگایا زخم کاری یا رسولؐ [1]
درد میں اب حد سے گذری بیقراری یا رسولؐ

ہائے خواہش ہی میں مر دل کو مدینے کی رہی
کٹ گئی حسرت میں اپنی عمر ساری یا رسولؐ

آپکی فرقت خزاں ہے نخلِ دل کے واسطے
آپ کا دیدار ہے فصلِ بہاری یا رسولؐ

اب مریضِ عشق پر اپنے کرم فرمائیے
ہجر میں کب تک کروں میں اشکباری یا رسولؐ

دل میں ہے شوقِ زیارت کیا کروں مجبور ہوں
رات دن کرتا ہوں غم میں آہ و زاری یا رسولؐ

[1] یہ غزل ۱۲۹۴ھ میں باشتیاق مدینہ منورہ لکھی اور ۱۲۹۵ھ میں زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے ۔

قافلے ہر سال جاتے ہیں مدینے کی طرف ۔ میری کب آئیگی واں جانیکی باری یا رسولؐ

۲ اشرفی شوق زیارت میں تڑپتا ہے مدام
صدمۂ ہجراں سے ہے اب جان عاری یا رسولؐ

آج مزے وصل کے پائینگے ہم ۔ لذتِ دیدار اُٹھائینگے ہم
اِس تنِ خاکی کو مٹائینگے ہم ۔ در سے تیرے پر نہیں جائینگے ہم
ذبح کرو خنجر ابرو سے تم ۔ پر کبھی گردن نہ ہلائینگے ہم
جس نے سُنا اُسپہ جنوں چھا گیا ۔ آپ کا قصہ نہ سُنائینگے ہم
ساتھ لیئے جایئے جانِ حزیں ۔ صدمہ ہجراں نہ اُٹھائینگے ہم
پیرِ مغاں اب تو نہ انکار کر ۔ کہہ میری خاطر سے پلائینگے ہم

بند درِ میکدہ ہے اشرفی
جان پر اب کھیل کے جائینگے ہم

پوچھے ہمسے کوئی کہ کیا ہیں ہم ۔ مظہرِ ذاتِ کبریا ہیں ہم
گو کہ ظاہر ہیں یاں گدا ہیں ہم ۔ لیک باطن میں بادشا ہیں ہم
جتنی شکلیں ہیں سب ہماری ہیں ۔ کسی صورت سے کب جدا ہیں ہم
اپنی صورت پہ آپ عاشق ہیں ۔ جسطرح ہم کہیں بجا ہیں ہم
نحن اقرب دلیل ہے اپنی ۔ کہو جاناں سے کب جدا ہیں ہم
دم میں کرتے ہیں سیر باغِ جناں ۔ تیز رَو صورتِ صبا ہیں ہم
کبھی بیمار اور کبھی ہیں طبیب ۔ اور کبھی دافعِ بلا ہیں ہم
کبھی ذرّہ ہیں اور کبھی خورشید ۔ اور کبھی صورتِ سہا ہیں ہم

یہ جو کہتے ہیں ہم نہیں کہتے
اشرفی آپ سے جدا ہیں ہم

غم ہجر سے زار و نزار ہوں میں نہیں تم کو روا ہے یہ جور و ستم — ملو آکے صنم ملو آکے صنم ملو آکے صنم ملو آکے صنم
اسی فکر و تلاش میں عمر کٹی ہمیں دولتِ وصل نہ ہاتھ لگی — رہے ہجر میں ہم رہے ہجر میں ہم رہے ہجر میں ہم رہے ہجر میں ہم
مجھے تیغِ جفا سے جو قتل کیا تو پھر اسے لاش کے حاصل کیا — یہ نیا ہے ستم یہ نیا ہے ستم یہ نیا ہے ستم یہ نیا ہے ستم
نہ گلوں میں یہ بو ہے نہ رنگ ترا نہ تو شمس و قمر کو یہ حسن ملا — ترے رخ کی قسم ترے رخ کی قسم ترے رخ کی قسم ترے رخ کی قسم
ہوئے کتنے پری رخ و ماہ جبیں یہ کسی کو بقا نہ ملی نہ ملی — گئے سوئے عدم گئے سوئے عدم گئے سوئے عدم گئے سوئے عدم
جنہیں الفت و عشق کا روگ لگا نہ فراق میں ضبط کسی سے ہوا — مرے کھا کے وہ سم مرے کھا کے وہ سم مرے کھا کے وہ سم مرے کھا کے وہ سم

ابھی تم کو ہے پیش طویل سفر کہیں باندھو بھی اشرفی اٹھ کے کمر
رہی رات ہے کم رہی رات ہے کم رہی رات ہے کم رہی رات ہے کم

ہم سے نہ کچھ پوچھئے شکل خیالی ہیں ہم — یار کے اسرار سے پر نہیں خالی ہیں ہم
نورِ احد ہم میں ہے جلوۂ احمد بھی ہے — ذات جلالی ہیں ہم شانِ جمالی ہیں ہم
اپنا نشاں کیا کہیں کون بتائیں پتا — ہاں نہ جنوبی ہیں ہم اور نہ شمالی ہیں ہم
حیرتِ جلوہ نے یوں فرش زمیں کر دیا — حس حرکت کچھ نہیں صورتِ قالی ہیں ہم

اشرفِ سمناں سے گر پوچھو تو ظاہر ہو یوں
نام کے ہیں اشرفی اشرف عالی ہیں ہم

صدمہ ہجر میں دل کر گیا آرام سے رم — ہو گئے عالم میں تیرے عاشق ناکام سے کم
یاں سے جانا نہ اگر ہو گیا جانا تیرا — خود بخود نکلیگا بیخود مرے اندام سے دم
مرغِ دل کاکلِ پیچاں میں پھنسایا تو نے — سخت بیتاب و پریشاں ہے ترے دام سے دم

جلوۂ یار جو ہر شے میں نظر آنے لگا
دفعتہً چھوٹ گئے پنجۂ اوہام سے ہم

اشرفی آئینۂ دل میں جو دیکھا ہم نے
نہیں ممکن ہے کہ وہ سیر کرے جام سے جم

کیوں ڈھونڈھتے پھرتے ہو عالم میں کسی کی تلاش میں تم گم
وَہُوَ مَعَکُم وَہُوَ مَعَکُم وَہُوَ مَعَکُم وَہُوَ مَعَکُم

کوئی ہمسے جو اسکا پتہ پوچھے تبلائینگے ہم یہ پردے سے
فِی اَنفُسِکُم فِی اَنفُسِکُم فِی اَنفُسِکُم فِی اَنفُسِکُم

وہ تو پاس تھے پر دیکھا ہی نہیں لو چپکے سے ہمکو سنا بھی چلے
اَنَا اَقرَبُکُم اَنَا اَقرَبُکُم اَنَا اَقرَبُکُم اَنَا اَقرَبُکُم

جب من کان للہ ہوئے پھر کان اللہ لہ ٹھیرے
لَارَیبَ لَکُم لَارَیبَ لَکُم لَارَیبَ لَکُم لَارَیبَ لَکُم

یہی کہتا ہے اشرفی مسکیں نہیں خالی ہے اس سے کوئی کہیں
اَحَدٌ مِّنکُم اَحَدٌ مِّنکُم اَحَدٌ مِّنکُم اَحَدٌ مِّنکُم

یہ قصیدہ بغداد شریف میں آستانۂ غوث پاک پر لکھا تھا

اے نور نظر سلطان امم غوث اعظم شاہ جیلاں
سرچشمۂ فیض و بحر کرم غوث اعظم شاہ جیلاں

اے حیدر شیر نر کے پسر فرزند رسول کے لخت جگر
واقف ہے شرق سے تیرے عالم غوث اعظم شاہ جیلاں

اے راحت جان حسین و حسن تازہ ہے تجھی سے علی کا چمن
دنیا میں ہے جنت تیرا حرم غوث اعظم شاہ جیلاں

ہر فضل و کمال میں ہے یکتا اور نیل و نوال میں بے ہمتا
کیا کوئی کرے وصف اے قدم غوث اعظم شاہ جیلاں

بغداد میں ہند سے آیا ہوں لو بار گنہ لیے آیا ہوں
اس عاجز پہ ہو نگاہ کرم غوث اعظم شاہ جیلاں

دامان مراد مرا بھر دو انجام بخیر میرا کر دو
آسان ہو منزل ملک عدم غوث اعظم شاہ جیلاں

دم میں ہزار ابدال بنا اس عاجز مسکیں کو بھی شہا
کر دیجیے عطا عرفان اتم غوث اعظم شاہ جیلاں

کہلاتا ہوں میں تیرا خادم ہوں اپنے گناہوں سے نادم
حاضر ہوا حضور میں سر کو خم غوث اعظم شاہ جیلاں

روضہ میں تیرے آکر ہر دم ہر شام و سحر گلگشت حرم
دکھلاتا ہے لطف باغ ارم غوث اعظم شاہ جیلاں

ہیں مہکے گل باغ جیلاں سے خصوصاً ہیں تیری ور شاداں
خوشبو سے میری مہکے عالم غوث اعظم شاہ جیلاں

تیرا نام ہو لیا ورد زباں کھل جائیں سارے راز نہاں
بن جائے میرا دل جام جم غوث اعظم شاہ جیلاں

سارے دشمن پامال ہیں سب دوست میرے خوشحال رہیں
ہو عمر بسر بے رنج و غم غوث اعظم شاہ جیلاں

کسی اہل دنیا سے میں کبھی نہ کروں کوئی حاجت پیش اپنی
نہ سنوں میں کسی کا لا و نعم غوث اعظم شاہ جیلاں

نہیں عالم میں پناہ ماوی بڑھ کر اس در سے تیرے شاہا
تیرے ہی در دولت کی قسم غوث اعظم شاہ جیلاں

یا غوث میری امداد کرو غمگین ہوں میرا دل شاد کرو
یہ عرض ہے با چشم پرنم غوث اعظم شاہ جیلاں

اے محبوب سبحانی گر ڈالو مرے اوپر اپنی نظر
کافور ہوں سارے درد و الم غوث اعظم شاہ جیلاں

جب نسل میری رزاقی ہے کیوں فکر معیشت باقی ہے
کر دیجئے عالم سے بے غم غوث اعظم شاہ جیلاں

میں غریب مسافر ہوں تیرا حامی ہے میں تیرے سوا
نہ تو مونس ہے نہ کوئی ہمدم غوث اعظم شاہ جیلاں

حاضر ہوں در دولت پر مرا حال نہیں مخفی تجھ پر
شیئاً للہ قطب عالم غوث اعظم شاہ جیلاں

یا غوث کرو میری تسکین تشویش میں ہے مری جان حزیں
ہو یہ مسرور دل پر غم غوث اعظم شاہ جیلاں

تری ذات مقدس ہے یکتا اے نور نگاہ حبیب خدا
تو فخر نسل بنی آدم غوث اعظم شاہ جیلاں

شیئاً للہ شیئاً للہ ہے اشرفی مسکیں کی صدا
دیدیجئے کچھ از راہ کرم غوث اعظم شاہ جیلاں

شب آدینہ جب گور غریباں کو وہ جاتے ہیں
ہماری قبر پر کس ناز سے ٹھوکر لگاتے ہیں

جو وہ غیروں کے گھر میں بے تکلف آتے جاتے ہیں
ہم اپنی چشم حسرت سے بڑے آنسو بہاتے ہیں

دل رنجیدہ میں کیا کیا وہ درد و غم بڑھاتے ہیں
کبھی جب حرف رخصت کا زباں پر اپنی لاتے ہیں

اسیران محبت سے نہ پوچھو حال ہجراں کا
جو غم میں آپ روتے ہیں تو اوروں کو رلاتے ہیں

نگاہیں پھیر کر وہ شوخ چھپ جاتا ہے نظروں سے
ہمارا نام ناحق بے مروّت آپنے رکھا

کبھی فرطِ محبت سے جو پاس اپنے بلاتے ہیں
کہ اپنے گوشۂ خاطر سے خود ہمکو بھلاتے ہیں

پریشانی کا اپنی اشرفی اتنا اثر چھایا
ہمیں خواب پریشاں بھی پریشانی دکھاتے ہیں

حُسن میں لا کلام ہوں میں نہیں میں نہ میں ہو نہیں
رشکِ مہِ تمام ہوں میں نہیں میں نہ میں ہو نہیں

دیکھا جو میں نے آئینہ شکل تری نظر پڑی
میں تو برائے نام ہوں میں نہیں میں نہ میں ہو نہیں

شکل مری حسین تھی اپنا ہی شیفتہ ہُوا
دلبرِ خوش خرام ہوں میں نہیں میں نہ میں ہو نہیں

بات کہوں تو وہ کہوں کہنے میں جو نہ آسکے
شاعرِ خوش کلام ہوں میں نہیں میں نہ میں ہو نہیں

حال مرا سنینگے جب سب کو تعجب آئیگا
عبرتِ خاص و عام ہوں میں نہیں میں نہ میں ہو نہیں

جانا ہے گرچہ ایکدن باغِ جہاں کو چھوڑ کر
زندۂ مستدام ہوں میں نہیں میں نہ میں ہو نہیں

پیر شہ نیاز ۱ پر جاں سے فدا ہوں اشرفی
اُن کا تو اِک غلام ہوں میں نہیں میں نہ میں ہو نہیں

جب سے کہ آغوش میں وہ مہ خوش خو نہیں
صبر تو رخصت ہُوا دل پہ بھی قابو نہیں

لاکھ تکلّف کرے بزمِ جہاں میں کوئی
خاک نظر آئے گی ہمکو جہاں تو نہیں

بعد مرے ہمنشیں پڑھ کے میرے شعر کو
بو لینگے حسرت سے یوں نافہ ہے آہو نہیں

تیری شبِ ہجر میں کثرتِ اندوہ سے
نالہ جو کر اُٹھتے ہیں ضبط پہ قابو نہیں

سینے میں ملتا نہیں اب تو جگر کا پتہ
پارۂ دِل بہتے ہیں آنکھ میں آنسو نہیں

ہو کے ترے مبتلا نذر کو لائے ہیں جاں
غیروں سے دل چھینا اپنی تو یہ خو نہیں

۱؎ مراد دادا پیر حضرت سید شاہ نیاز اشرف اشرفی علیہ الرحمۃ سے ہے۔

جب سے تصوّر کیا زلف گرہ گیر کا
اشرفی خستہ میں ہوش سرِ مُو نہیں

اپنا جلوہ جو دکھاتے ہیں
طرفہ دیوانہ بنا جاتے ہیں

کبھی وحدت میں نظر آتے ہیں
آپ کو آپ ہی ملجاتے ہیں

جلوہ کثرت میں جو فرماتے ہیں
شکل ہر رنگ کی دکھلاتے ہیں

بنکے لیلےٰ کبھی محمل میں چھپے
کبھی مجنوں وہ نظر آتے ہیں

کوئی بندے کو خدا کہتا ہے
کیا کریں آپ ہی کہلاتے ہیں

مجلسوں میں کبھی صوفی بنکر
شور ہُو ہُو بھی سُنا جاتے ہیں

اشرفی کو کبھی بدنام کیا
آپ پردے میں چھپے جاتے ہیں

زباں پہ جاری ہے نامِ احمد یہ نام نقشِ نگیں ہے دلمیں
بندھا ہے روضے کا یوں تصوّر کہ باغ خلد بریں ہے دلمیں

خدا کا جلوہ جو دیکھنا ہو تو جلوۂ احمدی کو یارو
خفی و اخفی میں بھر کے دیکھو وہ صورت نازنیں ہے دلمیں

فراق ظاہر ستا رہا ہے نہیں تو باطن میں ہے یہ ظاہر
کہ جسکی صورت پہ مر رہا ہوں وہ یار خلوت نشیں ہے دلمیں

شفیعِ روزِ جزا اغثنی حبیبِ ربّ العلا اغثنی
دکھا دو پھر روضۂ منوّر کہ صبر باقی نہیں ہے دلمیں

مرے ستانے کیواسطے گر نقاب چہرے پہ ڈالتے ہو
تمہاری صورت کے دیکھنے کو یہ چشم باریک بیں ہے دلمیں

شبیہ جاناں سمجھ کے ناداں دیکھ حسرت سے مہرِ مہ کو
کہ جس نے شق القمر کیا تھا وہ ماہ منزل گزیں ہے دلمیں

جُھکا کے سر بیٹھتے ہو تم کیوں یہ راز اے اشرفی بتادو
بندھا ہے کسکا تمہیں تصوّر یہ کس کی شکل حسیں ہے دلمیں

لہ یہ غزل ۱۲۹۵ھ میں بعد رخصت مدینہ منورہ رستہ میں لکھی گئی ۔

سرور انبیا مقتدا جان جاناں | دلبر اولیا مہ لقا جان جاناں

اسطرح سے نظر میں سما جان جاناں | ہر طرف تو ہو جلوہ نما جان جاناں

ماسوا بھولکر یاد ہو تیری باقی | میرے دل میں گھر اپنا بنا جان جاناں

ایسا جلوہ دکھادو کہ موسیٰ کی صورت | ہو کے بیخود رہوں میں پڑا جان جاناں

حسن بیمثل پر تیرے عاشق ہوا ہے | آپ ہی حضرت کبریا جان جاناں

ایک عالم زلیخا کی صورت فدا ہے | حسن میں تم ہو یوسف لقا جانِ جاناں

تم پہ سو جان و دل ہوں تو قرباں کروں میں | میرے نازک ادا دلربا جانِ جاناں

اِک نظر کر ادھر بھی خدا کے لیے | ہجر میں مر رہا ہوں جلا جانِ جاناں

یاد میں مصحفِ رخ کے وردِ سحر ہے | سورۂ شمس اور والضحیٰ جانِ جاناں

ہند سے پھر مدینے میں مجھ کو بلا کر | دیجئے دردِ دل کی دوا جانِ جاناں

پہلے کہتا تھا ہوں طالب وصل تیرا | اب تو مطلوب خود بنگیا جان جاناں

کس زباں سے کہوں کون ہوں اور کہاں ہوں | تیرے جلوے نے کیا کر دیا جانِ جاناں

اشرفی طالب گوہر مدعا ہے
اے مرے بحر جود و سخا جانِ جاناں

درِ محبوب سے ہوتے ہیں جدا آج کے دن | دِل سنبھلتا نہیں اپنا بخدا آج کے دن

نہیں طیبہ سے سفر پیش ہوا آج کے دن | میرے نزدیک ہوا حشر بپا آج کے دن

ہو کے رخصت درِ والا سے بصد نالہ و آہ | روتے جاتے ہیں غریب فقرا آج کے دن

کوئی چوکھٹ پہ فدا کوئی ستوں کے صدقے | لے رہا ہے کوئی پردے کی بلا آج کے دن

۱۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۰ھ بروز روانگی از مدینہ منورہ تحریر ہوئی ۔

دیکھ کر قبۂ خضرا نظر حسرت سے
دیکھئے کب مرے سرکار بلاتے ہیں مجھے
کل خدا جانے کہاں صبح کہاں شام ملے
دمِ آخر جو مدینے میں پہنچ جاؤں میں

سیکڑوں کرتے ہیں فریاد و بکا آج کے دن
اب تو میں شہرِ مدینہ سے چلا آج کے دن
عاشقو کھا لو مدینے کی ہوا آج کے دن
سمجھوں مقبول ہوئی میری دُعا آج کے دن

اشرفی کو دمِ رخصت درِ شاہانہ سے
جو طلب کرتا ہے کر دیجے عطا آج کے دن

نقشۂ رُخِ انور کا جما جا مرے دِل میں
اے کافرِ بدکیش تو آ جا مرے دِل میں
یہ گھر ہے ترے واسطے اغیار سے خالی
میں تیرے تجسّس میں رہا کرتا ہوں دن رات
سینے میں بھڑکتی ہے غضب آتشِ فرقت
تیری ہی قسم تجھ کو مرا نام نہ لینا

جلوہ قدِ رعنا کا دکھا جا مرے دِل میں
بتخانہ خدا خانہ بنا جا مرے دل میں
تجھ کو نہ تکلّف ہو تو آ جا مرے دل میں
کچھ اپنا ٹھکانا تو بتا جا مرے دل میں
یہ دل کی لگی آگ بجھا جا مرے دل میں
گر کچھ بھی نشاں غیر کا پا جا مرے دل میں

ہیں دیدہ و دل اشرفیِ زار کے حاضر
آ جا مِری آنکھوں میں سما جا مرے دِل میں

سُن سُن کے حالِ حشر کا تھرّائے جاتے ہیں
محبوبِ کبریا ہمیں بخشائے جاتے ہیں
مرقد میں سوزِ دل سے پکارا جو یا رسولؐ
چھوٹا مدینہ بختِ زبوں لایا ہند میں

اعمال اپنے دیکھ کے گھبرائے جاتے ہیں
ہم اپنے فعلِ زشت سے شرمائے جاتے ہیں
مُنکر نکیر بولے وہ خود آئے جاتے ہیں
لو ہم میں پھر نشانِ جنوں پائے جاتے ہیں

گذریں گے جب فراق کے دن وصل ہے مدام
اے اشرفی تجھے یہی سمجھائے جاتے ہیں

اپنے رنگ و بو کے عاشق سوق ہر گلزار ہیں ہیں
گل بھی ہیں گلشن بھی ہیں ہیں نالۂ بلبل زار ہیں ہیں

کفر کہاں اسلام کدھر ہے گبر و مسلماں کہتے ہیں کسکو
کعبہ ہمیں ہیں بت ہمیں ہیں تسبیح و زنار ہیں ہیں

مسجد و میخانہ میں ہمکو دیکھ کے ناداں کیا جانینگے
رند خراباتی بھی ہمیں ہیں واعظ خوش گفتار ہیں ہیں

اپنے میں پائی ساری خدائی سب کچھ اپنا مظہر دیکھا
عرش ہمیں کرسی بھی ہمیں ہیں خلد ہمیں ہیں نار ہیں ہیں

کافر ہو جو غیر کو سمجھے اشرفی واشرف ہیں واحد
کثرت میں ہے جلوۂ وحدت ہر صورت میں یار ہیں ہیں

ہم اپنے باغ طبیعت سے گل کھلاتے ہیں
ہزار نغمۂ بلبل زباں پہ لاتے ہیں

جو اپنا زور طبیعت کبھی دکھاتے ہیں
تو ہر طرف سے صدا مرحبا کی پاتے ہیں

یہ کیا خوشی ہے کہ پھولے نہیں سماتے ہیں
یہ کس نوید پہ ہم کھل کھلائے جاتے ہیں

یہ لولیان فلک کیوں فلک پہ ہیں رقصاں
یہ کیوں نجوم کھڑے مشعلیں دکھاتے ہیں

جہاں میں کون سلیماں شکوہ آتا ہے
کہ مورچوں میں صدا اُدخلُوا کی پاتے ہیں

یہ کس کے رعب و جلالت سے آج زیر زمیں
لحد میں رستم و سہراب تھرتھراتے ہیں

پڑا یہ زلزلہ کسرے کے قصر میں کیونکر
شکستگی کے اثر کنگرے دکھاتے ہیں

یہ کس نے ڈھنگ سکھایا خدا پرستی کا
بتانِ دہر جو سجدے میں سر جھکاتے ہیں

خبر یہ کس کی ولادت کی ہو رہی ہے بلند
ملک فلک سے بشارت سنانے آتے ہیں

نشان سبز کئے نصب سقف کعبہ پر
یہ جبرئیل بشارت کھڑے سناتے ہیں

محمدؐ عربی خاتم رسل بشر دیں
قریب ہے کہ وہ تشریف یاں پہ لاتے ہیں

سناتے جن کی بشارت تھے انبیائے سلف
وہ شاہ کون و مکاں اس جہاں میں آتے ہیں

نہ کیوں زمین کرے ناز عرش اعلیٰ پر
حبیب حق کے قدم اسکے سر پہ آتے ہیں

ہیں تیرے جوش طبیعت کے اشرفی قرباں — بیاں کے وقت یہ مضموں کہاں سے آتے ہیں

محبوبِ[۱] کبریا کے قدم آج آئے ہیں — رشکِ جہاں ہمارے مکاں کو بنائے ہیں

کلبے میں ہم غریبوں کے تشریف لائے ہیں — سوتے ہوئے نصیب ہمارے جگائے ہیں

آنکھوں میں روئے پاک کے جلوے سمائے ہیں — صورت کا دل میں آپ کی نقشہ جمائے ہیں

اب تو جمال اپنا دکھا دیجئے حضور — عشاق دور دور سے مشتاق آئے ہیں

اب کیا کروں کہ دل میں نہیں تابِ ضبط کی — بے انتہا فراق کے صدمے اٹھائے ہیں

کیا دھوم مچ رہی ہے درود و سلام کی — صلِّ علیٰ ملک بھی یہاں سر جھکائے ہیں

قسمت کو اپنی ناز ہے اللہ رے ہیں کہ وہ — بخشش کا ہم غریبوں کے بیڑا اٹھائے ہیں

جسکا لقب سراج منیر ہے دہر میں — سو جاں سے ہم انہیں کیطرف لو لگائے ہیں

اے اشرفی مدینے میں مدفون ہوں اگر
سمجھیں یہ ہم کہ خلد میں مسکن بنائے ہیں

درِ محبوب[۲] پر جو کوئی جا پہنچا مدینے میں — کھلی آنکھوں سے دیکھا خلد کا نقشہ مدینے میں

نہ کلفت رہ گئی دل میں نہ کچھ حسرت رہی باقی — نظر آیا جو شہ کا گنبدِ خضرا مدینے میں

سنبھالو یا رسول اللہ دلِ بیتاب کو میرے — ابھی اسکو نیا سودا ہوا پیدا مدینے میں

ہوئے رخصت جو طیبہ سے خیال آتا ہے یہ دل میں — خدا جانے مقدر پھر بھی لائیگا مدینے میں

گدایانِ درِ دولت ہیں مستغنی دو عالم سے — خدا نے کر دیا ہے انکو بے پروا مدینے میں

چمک جائے ستارہ بخت کا اے وحشتو اسدم — درِ محبوب پر جب ہو گذر اپنا مدینے میں

---

۱ یہ غزل وقت زیارت موئے مبارک پڑھی جاتی ہے۔ ۲ مقام مدینہ منورہ ماہ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ لکھی گئی۔

خدا اس خاکدانِ ہند سے طیبہ میں پہنچائے ۔ وہیں موت آئے مدفن بھی بنے اپنا مدینے میں

میں کیوں خواہش کروں اے اشرفی گلزارِ جنت کی
ہمارے واسطے ہے جنت الماوےٰ مدینے میں

دل کو حسرت ہے مدینے میں پہنچ جاؤں میں ۔ درِ محبوب پہ اپنی آنکھوں سے دیکھ آؤں میں
یہ مقدر ہے یہاں بیٹھ کے پچھتاؤں میں ۔ سیکڑوں جائیں چلے راہ میں رک جاؤں میں
مجھ سے پوچھے جو کوئی شورشِ ہجراں کا حال ۔ رو کے بس آبلۂ دل اُسے دکھلاؤں میں
الغیاث اے مرے محبوبِ خدا سرورِ دیں ۔ حکم کر دیجئے جلدی سے چلا آؤں میں
اب نہیں تاب کہ میں صبر کروں ہجراں میں ۔ دلِ رنجیدہ کو کس طرح سے سمجھاؤں میں
میرے آقا میرے مولا میری لو جلد خبر ۔ آستانے پہ تو مدفن کی جگہ پاؤں میں

قبر میں اشرفیِ زار کے پاس آجانا
وہ مکاں تنگ ہے، وحشت سے نہ گھبراؤں میں

جانِ و دل سے ہوں میں فدائے حسینؓ ۔ مرا سینہ بنا ہے جائے حسینؓ
جائے مرقد ہو کربلائے حسینؓ ۔ ہو دمِ آخری صدائے حسینؓ
موت بھی میرے واسطے ہے زیست ۔ زندگی ہے مری ولائے حسینؓ
ہوں فقیرِ درِ شہِ شہدا ۔ یارو مجھ کو کہو گدائے حسینؓ
عارف و کامل و ولی ہے وہی ۔ جو کہ دل سے ہے مبتلائے حسینؓ
ناز ہے اسکو بادشاہی پر ۔ جو ہے سو جان سے گدائے حسینؓ
اپنے خدام کو جناں کی طرف ۔ چاہے دوزخ سے کھینچ لائے حسینؓ
ہند سے کربلا نہ آسکتا ۔ مجھ پہ ہوتی نہ گر عطائے حسینؓ

؎ یہ اشعار بوقت حاضری دربارِ کربلائے معلیٰ عرض کئے گئے ۱۲

میں یہ سمجھوں دل اپنا کعبہ بنا — مرے دل میں جو گھر بنائے حسینؓ

نظرِ لطف سے اگر دیکھے — دم میں اکمل مجھے بنائے حسینؓ

دولتِ لازوال میں سمجھوں — ہاتھ آئے جو خاکپائے حسینؓ

کربلا چل کے کیا زیارت ہو — گر نہ اپنی کشش دکھائے حسینؓ

جسکو دُنیا میں کہتے ہیں جنّت — وہ یہی جا ہے کربلائے حسینؓ

یا الٰہی نصیب ہو مجھ کو — حشر میں سایۂ لوائے حسینؓ

ہوگا کافی نجات اُمت کو — کل قیامت میں خونبہائے حسینؓ

لُٹتی ہے یاں پہ دولتِ دارین — طالبو ہے یہ خاص جائے حسینؓ

اُنکی توصیف میں لکھوں کیونکر — جب ثنا خواں ہو خود خدائے حسینؓ

سُورۂ دہر پڑھ کے قرآں میں — دیکھ لو مدحت و ثنائے حسینؓ

اُنکے حق میں ہے آیۂ تطہیر — ہے سحاب کرم ردائے حسینؓ

مصطفیٰ کاندھے پر چڑھاتے تھے — دوش محبوب حق تھے جائے حسینؓ

ظالموں نے نہ قدر کی اُن کی — کیا کہوں تم سے ماجرائے حسینؓ

آیا ہوں تیرے در پہ غمگیں اے شاہ علاء الحق والدیں[۱] — کر دے دلِ ناداں کی تسکیں اے شاہ علاء الحق والدیں

ہو نورِ نگاہ سراج الدینؒ فرزند نظامؒ و فرید الدینؒ — گل گلشن قطبؒ و معین الدیںؒ اے شاہ علاء الحق والدیں

اے مرشد اشرف سمنانی ہو مظہر شان رحمانی — کر دو مجھے فقر میں با تمکیں اے شاہ علاء الحق والدیں

دل میں نہ رہے کلفت جاں مسرور چلوں اس در سے شہا — میں ہوں مغموم و زار و حزیں اے شاہ علاء الحق والدیں

[۱] بعد زیارت آستانہ حضرت شاہ علاء الحق والدین پنڈوی گنج نبات قدس سرہٗ عرض کیا گیا۔

اشرف کے در پہ آیا ہوں لاکھوں ہی تمنا لایا ہوں ‏ / ملتا ہو لب تری چوکھٹ پہ جبیں اے شاہ علاء الحق والدیں

رہ فقر میں ثابت قدمی کر مجھ پہ نگاہ لطف و کرم ‏ / پہنچاؤں سزاوار تحسیں اے شاہ علاء الحق والدیں

میں سگان دنیا سے بے غم بیٹھوں کہیں گوشہ نشیں ہو کر ‏ / نہ سنوں میں کسی کا ہاں و نہیں اے شاہ علاء الحق والدیں

دامان مراد مرا بھر دے ہوں خادم موروثی تیرا ‏ / میرے داتا میرے سائیں اے شاہ علاء الحق والدیں

جو مانگوں گا سو پاؤں گا محروم یہاں سے نہ جاؤں گا ‏ / دل میں ہے میرے اسکا یقیں اے شاہ علاء الحق والدیں

اے خدام درگاہ علا مری عرض تمنا سن لیجے ذرا ‏ / سب لوگ کہیں آمیں آمیں اے شاہ علاء الحق والدیں

حاضر ہے اب در دولت پر پھیلائے ہوئے داماں طلب
بیچارہ اشرفی مسکیں اے شاہ علاء الحق والدیں

خاک صحرا کی اڑاؤں گا مجھے جانے دو ‏ / کوئی دم اس دل بیتاب کو بہلانے دو

سیر گلشن نہیں بے یار کے مجھ کو بھاتی ‏ / اے رقیبو مرے گل رو کو ادھر آنے دو

قیس لیلی پہ ہوا شیفتہ اور تم پہ ہم ‏ / ہوں گے مشہور زمانے میں افسانے دو

جھکیں زلفیں رخ تاباں کی بلا لینے کو ‏ / ہو بہو جیسے گریں شمع پہ پروانے دو

نہ پریشاں کرو اے باد صبا کے جھونکو ‏ / دوش پر کاکل خمدار کو بل کھانے دو

جب سے آئے ہیں ترے نرگس مخمور نظر ‏ / چھلکے جاتے ہیں مری آنکھوں کے پیمانے دو

جان ہی پر جو بنے گی تو بنے کیا غم ہے
اشرفی ناز و کرشمہ اسے دکھلانے دو

اب[۱] مدینے میں بلا لو مرے آقا مجھ کو ‏ / حد سے افزوں ہے زیارت کی تمنا مجھ کو

[۱] یہ غزل بتاریخ ششم رمضان المبارک بحالت بیماری فرزند عزیز محمد یوسف فقیہ بغداد شریف میں لکھی گئی۔ ۸ رمضان کو وہ تندرست ہو گئے۔ ۱۰ رمضان کو سوار ہو گئے۔ ۱۲ منہ مدظلہ

اے صبا ہو کسی صورت سے رسائی میری
تو ہی پہنچا دے اڑا کر سوئے طیبہ مجھ کو

ہند سے میں تو چلا راہ میں یوں آ کے رکا
جس سے مشکل ہو اور بار میں آنا مجھ کو

جلد امداد کر اے شاہ مدینہ میری
اپنے در پر کسی عنوان سے بلوا مجھ کو

منتشر ہے دل مضطر نہیں کچھ بس میرا
سخت مشکل ہے مدینے میں پہنچنا مجھ کو

آرزو ہے کہ حضوری میں پہنچ جاؤں میں
نہ رہے صدمۂ دوری مرے آقا مجھ کو

صدقہ حسنینؓ کا زہراؓ و علیؓ کا صدقہ
آستانے پہ بلا لو شہ والا مجھ کو

اشرفی کی یہ تمنا ہے بصد عجز و نیاز
اے خدا اب در محبوب پہ پہنچا مجھ کو

جس کے آغوش میں وہ یار نہ ہو
ہائے کس طرح بے قرار نہ ہو

کیوں مرے دل کو انتشار نہ ہو
پاس جب کوئی غمگسار نہ ہو

گرم آہوں سے شعلے اٹھتے ہیں
دل کہیں آج داغ دار نہ ہو

کہوں سر نفخت فیہ ابھی
واعظا تجھ کو ناگوار نہ ہو

جوش وحشت کہاں اٹھا لایا
یار کے گھر مری پکار نہ ہو

نہ کرو شور بلبلو اتنا
کہیں اس گل کو ناگوار نہ ہو

نحن اقرب سنا کے کہتا ہے
میرے عاشق تو بیقرار نہ ہو

خاک پر تو ہماری آؤ کبھی
طبع نازک میں گر غبار نہ ہو

مے رنگیں ملے تو اے ساقی
بخدا نقد جاں سے عار نہ ہو

درد دل ہم چھپا سکیں لیکن
چشم گریاں جو اشکبار نہ ہو

ہے یہی اشرفی کے دل کی مراد
راز جانانہ آشکار نہ ہو

چشمِ جاناں ہے شبیہ چشمِ آہو ہو بہو
مست ہوگا ایک عالم مثلِ آہوئے ختن

عنبریں ہیں کاکلِ شبرنگ کے مُو مُو بمُو
اے صبا مت کر پریشاں ٹوٹے گیسو سُو بسُو

عشق سرو قد جاناں میں ہے عاشق کا یہ رنگ
کر رہا ہے فاختہ کی مثل کُو کُو کُو بہ کُو

قتل کا گر ہے ارادہ دیر کیوں کرتے ہیں آپ
دیکھئے موجود ہے یہ تیغ ابرو رو برو

اشرفی اللہ سمجھے اِن بتوں کے ظلم سے
آنکھ دکھلانے ہی میں کرتے ہیں جا دُو دُو بدُو

رشک غلمان وحور ہو کہہ دو
کس کے دل کے سرور ہو کہہ دو

یوں بظاہر جدا رہو تو رہو
کب مرے دل سے دور ہو کہہ دو

بے سبب ہمسے کیوں بگڑتے ہو
جو ہمارا قصور ہو کہہ دو

تم سے شکوہ نہیں تو کس سے کریں
تم ہمارے حضور ہو کہہ دو

میرے آنے ہی سے جو نفرت ہو
جاؤ نظروں سے دور ہو کہہ دو

لن ترانی مجھے سُنانا کیا
گر تمہیں شمع طور ہو کہہ دو

اشرفی کیوں ہوئے ہو تم بیتاب
عشق میں کس کے چور ہو کہہ دو

جہاں میں ہے بڑا شہرہ ولایت ہو تو ایسی ہو
ملا یا حق سے لاکھوں کو ہدایت ہو تو ایسی ہو

شہ سمناں تھے پہلے پھر ہوئے کونین کے سرور
ہدایت ہو تو ایسی ہو نہایت ہو تو ایسی ہو

جہاں جس نے مدد چاہی ہیں مشکل ہوئی آساں
غلاموں پر جو آقا کی عنایت ہو تو ایسی ہو

مریدوں کی قیامت میں رہائی نار دوزخ سے
کرینگے اشرف سمناں حمایت ہو تو ایسی ہو

علم تیری جہانگیری کا ہر جا سایہ گستر ہے
شہنشاہی کی خاطر شاں رعایت ہو تو ایسی ہو

تمہارے عشق کا قصہ کوئی عشاق سے پوچھے
تڑپ جاتا ہے دل سنکر حکایت ہو تو ایسی ہو

شہ سمناں کی مدحت سے نوید مغفرت پائی
سخن کی اشرفی خستہ غایت ہو تو ایسی ہو

سلسلہ جب سے ہے اُس زلف گرہ گیر کیساتھ
دل کو اِک لاگ سی ہے حلقۂ زنجیر کے ساتھ

خم ابرو کے اشاروں میں چڑھے ہیں تیور
آپ خنجر بھی لگا لائے ہیں شمشیر کے ساتھ

میّت عاشق رسوا ہے سرِ راہ پڑی
دفن کر دیجئے صاحب اسے توقیر کے ساتھ

مُفت میں جان گنوائی ہے غم ہجراں میں
کام ڈالے نہ خدا اُس بُتِ بے پیر کے ساتھ

حق سے کرتا ہے دُعا اشرفی خستہ مدام
حشر کے روز اُٹھوں حضرتِ شبیرؑ کے ساتھ

بھرا ہے اُلفتِ حیدرؑ سے سینہ
نہیں سینہ نجف کا ہے نگینہ

نمایاں یاں بھی شانِ احمدی ہے
نجف کو بھی سمجھتا ہوں مدینہ

بنا کر اُن کو نقاشِ ازل نے
نہ کھینچی ایسی تصویر حسینہ

یہ ہے معمور فیضِ انبیا سے
مرا سینہ ہے تابوت سکینہ

مجازی عشق سب کہتے ہیں جسکو
یہی بام حقیقت کا ہے زینہ

نہ ہوگا غرق وہ بحر الم میں
جو سمجھے آلِ احمدؐ کو سفینہ

تڑپتا ہے بشوق وصل شاہا
تمہارا اشرفی بندہ کمینہ

رُخِ پُر نور سے جب کاکل مشکیں اُٹھائینگے
برہمن توڑ کر زنار کو ایمان لائینگے

تماشا ہوگا وہ جسدن نقابِ رُخ اُٹھائینگے
نمود حشر ہوگی ایک عالم کو جلائینگے

لب جاں بخش کو گر بھول کر بھی وہ ہلائینگے
مسیحائی کرینگے سینکڑوں مُردے جلائینگے

خمِ ابرو کو محرابِ حرم سمجھے ہیں مدت سے
زیارت کرنے ہم کعبہ کی تہخانے میں جائینگے

شہید کربلا ہے ناز سے ہوگی ہمیں خجلت
کبھی تیرِ نگہ سے ہم اگر پہلو بچائینگے

کریں کیا جام مے کی التجا بادہ فروشوں سے
مرادیں اپنے دل کی ساقی کوثر سے پائینگے

رہے گر زندگی اے اشرفی تھوڑے زمانے میں
درِ اشرف پہ جا کر اپنا مسکن ہم بنائینگے

کوئے جاناں میں ہوئے چاک گریباں کتنے
جان پر کھیل گئے عاشق بیجاں کتنے

طے کئے عشق کی منزل میں بیاباں کتنے
میرے تلووں میں چبھے خارِ مغیلاں کتنے

سیر گلشن کا ذرا قصد نہ کیجے للہ
صید ہو جائینگے واں مرغِ خوش الحاں کتنے

منزلِ عشق کی اب تک نہیں طے ہوتی راہ
اے جنوں تو نے دکھائے ہیں بیاباں کتنے

کٹ گئی وصل کی شب اور نہ حسرت نکلی
رہے باقی دلِ رنجیدہ میں ارماں کتنے

بُت کافر سے مرے اپنی لڑا کر آنکھیں
گبر جا جا کے بنے صاحبِ ایماں کتنے

اشرفی کو جو سنادے خبر کوچۂ یار
اے صبا ہم پہ رہینگے ترے احساں کتنے

میں ہوں تیرا دیوانہ اے سید جیلانی
ایک جلوہ دکھا جانا اے سید جیلانی

بلوا کے حضوری میں میخانۂ وحدت سے
بھر دے مرا پیمانہ اے سید جیلانی

ہے شمع تجلی کا جلوہ رخِ روشن پر
عالم ترا پروانہ اے سید جیلانی

اعجاز و کرامت کا شاہا ترے عالم میں
مشہور ہے افسانہ اے سید جیلانی

ہاں چشمِ فلک نے بھی دیکھی نہ کبھی ہوگی
شوکت وہ ہے شاہانہ اے سید جیلانی

جب نزع کی شدت ہو اور جان پہ ہو صدمہ ۔۔۔ اُسوقت میں آجانا اَے سید جیلانی

کرتا ہے کھڑا تنہا کیا اشرفی بیخود
یہ نعرۂ مستانہ اَے سیدِ جیلانی

بندہ ہوں میں علیؑ کا مولا مِرا علیؑ ہے ۔۔۔ والی مِرا علیؑ ہے آقا مرا علیؑ ہے

ہمنام ہے خدا کا محبوب مصطفےٰ کا ۔۔۔ با شانِ کبریائی نامِ خدا علیؑ ہے

محبوبِ حق کا پیارا سلطانِ مسند آرا ۔۔۔ وہ مرتضیٰ علیؑ ہے وہ مرتضیٰ علیؑ ہے

غواصِ بحرِ عرفاں وہ خضرِ راہِ ایماں ۔۔۔ حق سے ملانے والا ہادی مرا علیؑ ہے

وہ ہادیِ شریعت وہ سالکِ طریقت ۔۔۔ وہ واقفِ حقیقت نورالہدیٰ علیؑ ہے

چاہو جو سِرِّ عرفاں پکڑو علیؑ کا داماں ۔۔۔ بابِ علومِ نبوی نجم الہدیٰ علیؑ ہے

دیدِ علیؑ عبادت ذکرِ علیؑ عبادت ۔۔۔ کیا شان ہے علیؑ کی کیا مرتضیٰ علیؑ ہے

اقطاب و غوثِ عالم در کے گدا ہیں جسکے ۔۔۔ وہ شاہِ کشورِ دیں صدر العلیٰ علیؑ ہے

مضمونِ لحمک سے یہ راز سمجھے جاتا ۔۔۔ خود شانِ مصطفائی صلِّ علیٰ علیؑ ہے

سیاف و شاہِ صفدر وہ حاجیِ پیمبر ۔۔۔ ہر جنگ میں دلاور شیرِ خدا علیؑ ہے

اوّل میں بھی علیؑ ہے آخر میں بھی علیؑ ہے ۔۔۔ ظاہر میں بھی علیؑ ہے سِرِّ خفا علیؑ ہے

مقصودِ ھَل اَتیٰ کا منسوب اِنّمَا کا ۔۔۔ مطلوبِ قُل کَفیٰ کا ہاں مرتضیٰ علیؑ ہے

یعسوبِ دیں علیؑ ہے عین الیقیں علیؑ ہے ۔۔۔ حبل المتیں علیؑ ہے سِحرِ تما علیؑ ہے

جو پھر گیا علیؑ سے وہ پھر گیا نبیؐ سے ۔۔۔ نفسِ رسولِ اکرم شانِ خدا علیؑ ہے

ڈوبے جہازِ امّت یہ کب ہو اسکی ہمت ۔۔۔ ہاں ناخدائے اُمّت وہ ناخدا علیؑ ہے

اوّل سے تا بآخر سوچے تو دل میں سمجھے ۔۔۔ لا ابتدا علیؑ ہے لا انتہا علیؑ ہے

کار اہم سے ہمدم ہرگز نہ کیجیے غم — مشکل کشائے عالم دستِ خدا علیؑ ہے

اے رنج و فکر دل سے ہو جلد دور میرے — وہ دستگیر عالم کہف الوریٰ علیؑ ہے

محروم اُن کے در سے سائل نہیں پھرا ہے — کیا با عطا علیؑ ہے کیا با سخا علیؑ ہے

مشکل اڑی ہے کیوں آفت کھڑی ہے کیوں — جب دو جہاں میں پیا مشکل کشا علیؑ ہے

کہدو مخالفوں سے تیغِ جفا نہ کھینچیں — میرا معین و یاور شیرِ خدا علیؑ ہے

کیوں ہوئے ہو یاس و حرماں کیوں ہو دلِ پریشاں — دارین میں ہمارا حاجت روا علیؑ ہے

نرغہ میں ظالموں کے پھنسکر بھی اشرفی تو
گھبرائیو نہ دل میں حامی ترا علیؑ ہے

لاکھوں میں یکتا حسن میں تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے — کوئی نہیں تجھ سا خوش رو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

جس سے چار نظر ہو جائے جان ہی پر اُسکے بن آئے — آنکھوں میں تیری کیا جادو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

شام و سحر رہتی ہے کاہش دل میں ہے دیدار کی خواہش — اور نہیں کوئی جستجو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

لالہ و نسرین نرگس و ریحاں جلوہ نما ہیں باغ کے اندر — سب میں تیرا ہی رنگ و بو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

کاکلِ مشکیں سنبلِ پیچاں نام کی دو ہیں نہ ہیں واحد — فرق نہیں ہمیں سرِ مو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

دے مئے وحدت بھر کر ساقی جسمیں ہوش رہیگا نہ باقی — سامنے تیرے جام و سبو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

جیسے چاہیں تجھکو پکاریں ہر ڈھب سے تو سُن لیتا ہے — ہی ہی ہا ہا یا ہو ہو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

رویت تیری رویت حق ہے ناحق کی ق ق ق بق بق ہے — سچ ہے بجا ہے سب کچھ تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

اشرفِ سمناں جلد خبر لو اشرفی مسکین کی آکر
میری یہ ہر دم گفت و گو ہے تو ہی تو ہی تو ہے

کھب گئی نظر دل میں تیرے کماں کی ہے — کسکو جا کے دکھلاؤں زخم بے نشاں ہے

ہمتو جاں کریں قرباں وہ تو وہ مخاطب ہیں
سنگِ آستاں اُنکا عاشقوں کے مشرب ہیں
خشک مغز زاہد نے ہم کو کر دیا رسوا
گاہ زندہ ہوتے ہیں اور گاہ مرتے ہیں
نقد جاں بھی دے ڈالے جامِ مے کے لینے میں

حالِ ظلمِ معشوقاں جور ِہوشاں یہ ہے
قبلۂ دو عالم ہے کعبۂ جہاں یہ ہے
وہ غریب کیا جانے رمزِ عاشقاں یہ ہے
وصل و ہجر جاناں میں ماجرا عیاں یہ ہے
جب ہو کامل الایماں مذہب مغاں یہ ہے

سیر گلستاں میں ہم یاسمن کو کیا دیکھیں
اشرفی رخِ جاناں غیرتِ جناں ہے یہ

قافلہ جب کوئی طیبہ کو رواں ہوتا ہے
ہائے تقدیر مدینہ سے مجھے کیوں لائی
مدد اے شاہِ عرب قافلہ سالارِ رسل
کسکو ملتا ہے پتا آپ کو پاتا ہے کون
یاد آتا ہے جو وہ روضۂ محبوبِ خدا
آہ کسطرح نہ نکلے دلِ سوزاں سے مرے

دلِ حسرت زدہ سرگرمِ فغاں ہوتا ہے
ہند میں اب مجھے رہنا جو گراں ہوتا ہے
دلِ مضطر مرے پہلو سے رواں ہوتا ہے
وہی پاتا ہے جو بے نام و نشاں ہوتا ہے
دلِ بیتاب کو جوشِ خفقاں ہوتا ہے
آگ ہوتی ہے جہاں بند دہاں ہوتا ہے

اشرفی پیر ہوئے گرچہ بصورت لیکن
دمبدم ولولۂ شوق جواں ہوتا ہے

اپنے آئینۂ دل میں جو صفائی ہوتی
صدمۂ ہجرِ نبی میں نہیں جینے کا مزا
طمعِ باغِ جناں ہم کو نہ دے اے واعظ
اے صبا میں اسی صورت سے مدینے جاتا

شکلِ محبوبِ الٰہی نظر آئی ہوتی
اس سے بہتر تھا مجھے موت ہی آئی ہوتی
وصلِ محبوب کی تدبیر بتائی ہوتی
ہند سے خاک اگر میری اُڑائی ہوتی

اسقدر اشرفی زار نہ مضطر ہوتا
اپنی صورت اسے للہ دکھائی ہوتی

دل میں جھلک تمہارے رُخ پر ضیا کی ہے
ذرہ میں آفتاب یہ قدرت خدا کی ہے

جسپر نظر پڑی اُسے بیتاب کر دیا
جادو ہے سحر ہے تیری چتون بلا کی ہے

تم ہم سے کیوں الجھتے ہو زلفیں بکھرنے پر
میری خطا نہیں ہے یہ شوخی صبا کی ہے

جب سرّ ابتدا نے کیا اپنا کچھ ظہور
جو شکل دیکھی سمجھے یہ صورت خدا کی ہے

اے اشرفی نہ کیوں ہو جہاں تیرا شیفتہ
صورت میں تیری شکل کسی دلربا کی ہے

طائر جاں کے لیے عمدہ نشیمن چاہیے
پھر دفع وحشت دل سیر گلشن چاہیے

کوئی دیکھے گا اگر تجھ کو نظر لگ جائے گی
میرے مژگاں کی ترے رخ پہ چلمن چاہیے

زلف پیچاں کے تصور میں بڑھا جوش جنوں
تیرے وحشی کے لیے زنجیر آہن چاہیے

کیسی کیسی مشکلیں آتی ہیں راہ عشق میں
عاشقی کیواسطے دانائے ہر فن چاہیے

جلوۂ جانانہ ہے ہر سو عیاں اے اشرفی
نور باطن دیکھنے کو قلب روشن چاہیے

خوبی و حسن میں بے کیف و کم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے
راز دل عاشق کا محرم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

تیرے تیر نگاہ کا زخمی نالہ و آہ کریگا کیونکر
زخم بھی تو ہی مرہم بھی تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

لاکھ چھپا پر چھپ نہیں سکتا عاشق کی نظروں سے پیارے
خوب تجھے پہچان گئے ہم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

صورت انساں میں جب آیا کس عالم سے جلوہ دکھایا
ہر شئی میں ہر آن ہمہ دم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

آدم و نوح و خلیل و موسیٰ یہ سب نام تعین کے ہیں
غور سے سمجھے دیکھیں جسم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

شکل عرب میں ہوکر ظاہر نام محمدؐ اپنا بنایا — صلی اللہ علیہ وسلم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

غوث جیلاں اشرف سمناں آئینہ رخسار ہیں تیرے
اشرفی مسکیں ہیں ہمدم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

تیرے میکدے میں ساقی یہی دل کی آرزو تھی — کہ ملے وہ جام رنگیں مجھے جسکی جستجو تھی
جو گلی میں تیری ہوتا میں ذلیل و خوار ہوا — مجھے عار کچھ نہ آتی مری اپنی آبرو تھی
مرے دل میں تیری صورت نے جمایا ایسا نقشہ — کہ جدھر نظر اٹھائی تیری شکل روبرو تھی
ترے دھیان میں ہم ایسے ہوئے بیخبر کہ اصلا — نہ رہا خیال اپنا نہ کہیں خودی کی بو تھی
میں ترے فدا تصور کہ دکھائی اسکی صورت — مجھے جسکی جستجو تھی مجھے جس کی آرزو تھی
کیا کس نے کل رقیبوں سے بیاں ہمارا شکوہ — پس پردہ سن رہے تھے جو تمہاری گفتگو تھی

وہ جمال بے مثالی جو نہی اشرفی نے دیکھا
ہوا ایسا بیخودی میں کہ رواں صدائے ہو تھی

ولائے شیخ عین عشق حق ہے — یہی اوّل مریدوں کا سبق ہے
ملاتا ہے رسول اللہ سے شیخ — تمامی جسم جن کا نور حق ہے
رہے باقی نہ آگے شیخ و مرسل — یہاں کچھ راز پنہاں حق بحق ہے
لگی ہے آگ سینے میں یہ کیسی — جگر جلتا ہے دل پہلو میں شق ہے

نہیں کچھ اشرفی کے دل میں سودا
تمہارا ہی اسے ہر دم قلق ہے

میرے دلمیں سمایا تو ہے — کوئی تجھ سا نہیں خوشرو ہے
آنکھ ملا کے دل کو چھینتا — تیری نظروں میں جادو ہے

فی انفسکم سے ہم نے جانا
جو کچھ ہے وہ اللہ ہو ہے
قول منصور اب ہے لب پر
دل پہ نہیں مجھ کو قابو ہے

انا اشرف جب بولا اشرفی
پھر اب کس کی جستجو ہے

مجھے جلد مدینے بلا لے مرے کالی کملیا والے
مجھے قید الم سے چھڑا لے مرے کالی کملیا والے
تری زلف کا دھیان جو آیا نیا سودا سر میں سمایا
لگے سینہ پہ لوٹنے کالے مرے کالی کملیا والے
ذرا ترچھی چتون جو کھلائے عشق سے مست بنا جا
ہو جائیں ہم متوالے مرے کالی کملیا والے
مرے طائر دل کو پھنسا لینے ڈھنگ کا دام بنایا
ترے گیسو گھونگر والے مرے کالی کملیا والے
کیوں ہند میں لوٹ کے آئے طیبہ ہی میں رہنے نہ پائے
پڑے جان کے اپنی لالے مرے کالی کملیا والے
رخ بدر مثال پہ اپنے اسی شمع جمال پہ اپنے
پروانہ سا ہم کو بنا لے مرے کالی کملیا والے

ترا اشرفی بے ساماں ہوا پھرتے پھرتے پریشاں
اسے اس گردش سے بچا لے مرے کالی کملیا والے

کھڑا ہوں[۱] مشکل کشا کے در پر کہ میری مشکل کشائی کیجے
اسیر ہوں دام نفس بد میں حضور جلدی رہائی کیجے
مسیح مردوں کو تھے جلاتے مگر دل مردہ کو ہمارے
حضور فرما کے قم جلا کر ظہور شان خدائی کیجے
ہوا ہوں جس آرزو سے حاضر جناب میں وہ بات ظاہر
یہی ہے مقصود عرض شاہا کہ میری حاجت روائی کیجے
غبار سے زنگ سے بھرا ہے مجھے نہیں کچھ بھی سوجھتا ہے
شہا مرے دل کے آئینہ کی کرم سے اپنے صفائی کیجے
ہیں آپ باب علوم احمد عطا کریں مجھ کو علم عرفاں
اٹھا کے پردہ دوئی کا دل سے مری خدا تک رسائی کیجے
غلام ہندی ہوں بے سلیقہ کروں میں کس طرح عرض حاجت
ادب یہ کہتا ہے ہاں سمجھ کر کبھی نہ ہرزہ درائی کیجے

[۱] یہ اشعار بعد زیارت مزار فائز الانوار حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ ماہ شعبان میں کہے گئے۔

پھر زمانہ میں چلا رسم نہ پایا مقصود ولی آخر
کہا یہ دل نے درِ علیؑ پر تو چل کے مدحت سرائی کیجیے

جناب آقا جناب مولا جناب عالی جناب اعلیٰ
نگاہ لطف و کرم سے اپنی ہماری عقدہ کشائی کیجیے

نصیب ہے مشہد مقدس خدا نے ان آنکھوں کو دکھایا
جھکا دیجیے سر ہے باب جنت یہیں پہ اب جبہ سائی کیجیے

بغیر حب علیؑ ہے مشکل کہ ہو کسی کو کمال حاصل
ہزار ہو زہد اور تقویٰ ہمیشہ گر پارسائی کیجیے

کہوں میں کیا اشرفی کہ مجھ سا کہاں ہوگا کوئی ذلیل و رسوا
درِ علیؑ پہ یہ جوش آیا کہ آج کچھ خود ستائی کیجیے

شاہ[۱] با عز و شاں حسنؒ بصری
آسمان آستاں حسنؒ بصری

مرشد مرشداں حسنؒ بصری
خواجۂ خواجگاں حسنؒ بصری

خاک بصرہ نہ کیوں ہو کحل البصر
جلوہ گر ہے یہاں حسنؒ بصری

اہل بصیرت ہیں تیرے زیر قدم
کیا شرف ہو بیاں حسنؒ بصری

مرشد سالکان راہ ہدیٰ
ہادی گمرہاں حسنؒ بصری

فقر جاری ہے انسے عالم میں
رہبر عارفاں حسنؒ بصری

ان میں ظاہر ہے شان تقویٰ
ہیں علیؑ کے نشاں حسن بصری

شاہد خلوت جمال ازل
دلبر عاشقاں حسنؒ بصری

نائب خاص مرتضیٰ ہیں یہی
مقتدائے جہاں حسنؒ بصری

چاردہ[۱۴] خانوادوں میں دیکھا
فیض تیرا عیاں حسنؒ بصری

کشتی پہنچیگی اس کی ساحل پر
جس کے ہوں بادباں حسنؒ بصری

کیوں نہوں سر حق عیاں مجھ پر
دل میں ہیں جب نہاں حسنؒ بصری

[۱] بوقت حاضری بصرہ در آستان حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کردہ شد۔

اشرفی کے لئے ہے عالم میں
بحر فیض رواں حسن بصری

مدنی برقع وہ چہرے سے اٹھائیں تو سہی
ہم کو آئینہ سا حیران بنائیں تو سہی

نقشۂ چہرۂ زیبا میں جمالوں دل میں
خواب ہی میں رخ پر نور دکھائیں تو سہی

میں یہ کہتا ہوں مدینہ سے نہ پھر آؤنگا
کسی ڈھب سے مجھے واں تک وہ بلائیں تو سہی

ان کے دیدار سے حاصل ہے حیات ابدی
ملک الموت مری جاں گنوائیں تو سہی

زاہدوں کو نہ رہے پھر ہوس خلد بریں
کوئے محبوب خدا دیکھ کے آئیں تو سہی

دیکھئے دست طلب تنگ دکھاتا ہے کیا
آپ مجھ سے رخ پر نور چھپائیں تو سہی

اشرفی جن کو ملی لذت دیدار حبیب
خنجر عشق سے وہ جان بچائیں تو سہی

یا الٰہی[له] در احمد پہ اجل آئے مری
آرزوئے دل حسرت زدہ بر آئے مری

آپ کے عشق میں یہ جان جو کام آئے مری
آن کی آن میں بگڑی ہوئی بن جائے مری

اے شہ ہر دو سرا فخر ہو مرنے پہ مجھے
آپ کے کوچہ میں گر جان نکل جائے مری

جیتے جی شاق ہے طیبہ سے نکلنا مجھ کو
اب جو آؤں تو مرے ساتھ ہی موت آئے مری

پیچھے پھر پھر کے مدینے کی طرف دیکھتا ہوں
دیکھئے کب مجھے تقدیر یہاں لائے مری

یہ تمنا ہے کہ حاصل ہو حضوری مجھ کو
ان کے دربار میں عرضی کوئی پہنچائے مری

اشرفی کیوں نہ ہو وہ میری طرح سے بیتاب
درد دل کی جو کہانی کوئی سن جائے مری

له یہ غزل قرب زمانہ رخصت ماہ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ مدینہ منورہ میں لکھی گئی ؎

شہ عقدہ کشا ہو شاہ محی الدین جیلانی
مرے حاجت روا ہو شاہ محی الدین جیلانی

تمہاری ذات والا سے ہوئی شان خدا ظاہر
سراپا حق نما ہو شاہ محی الدین جیلانی

نبیؐ کی شکل ظاہر میں علیؑ کی شکل باطن میں
کہوں میں تم کو کیا ہو شاہ محی الدین جیلانی

ہزاروں کی ہوئی حاجت روائی فیض اقدس سے
عجب معجز نما ہو شاہ محی الدین جیلانی

چھپانا اشرفیؔ کو سایہ دامان رحمت میں
قیامت جب بپا ہو شاہ محی الدین جیلانی

بندہ ہوں ترے در کا اے سید جیلانی
کہلاتا ہوں میں تیرا اے سید جیلانی

ہے سلسلۂ الفت اس زلف مسلسل سے
سر میں ہے ترا سودا اے سید جیلانی

تیرے رخ زیبا پر میرا دل دیوانہ
سو جان سے ہے شیدا اے سید جیلانی

اس عز و کرامت کا اس شان جلالت کا
عالم میں نہیں تجھ سا اے سید جیلانی

مشتاق زیارت ہے یہ اشرفیؔ بیدل
بغداد اسے بلوا اے سید جیلانی

کدھر میں ڈھونڈنے جاؤں مرے سلطان سمنانی
میں تم کو کس طرح پاؤں مرے سلطان سمنانی

تمہاری صورت زیبا سمائی ہے نگاہوں میں
فدا سو جاں سے ہو جاؤں مرے سلطان سمنانی

تمنا ہے یہی دل کی جو تم کو اک نظر دیکھوں
دل و جاں نذر کو لاؤں مرے سلطان سمنانی

سگ دربار عالی ہو کے پھر کیا آرزو رکھوں
کدھر میں در بدر جاؤں مرے سلطان سمنانی

جنون عشق سے بیتاب رہتا ہے دل مضطر
کہاں میں اس کو بہلاؤں مرے سلطان سمنانی

در اقدس پہ آ کر اشرفیؔ یہ عرض کرتا ہے
یہیں مدفن کی جا پاؤں مرے سلطان سمنانی

ستاتی ہے تری دوری مرے محبوب یزدانی
دکھا دے جلوۂ نوری مرے محبوب یزدانی

یہی بس عرض حاجت ہے رہوں ہر دم حضوری میں
سنا دے حکمِ منظوری مرے محبوب یزدانی

گیا قابو سے دل اپنا تمہارے دردِ فرقت میں
ہوئی ہے سخت مجبوری مرے محبوب یزدانی

خدا وہ دن بھی دکھلائے حجابِ ہجر اٹھ جائے
یہ حسرت دل کی ہو پوری مرے محبوب یزدانی

لگا لو اشرفی کو سینۂ پُر نور سے اپنے
بھلا دو رنج مہجوری مرے محبوب یزدانی

حضورِ دل سے اب کرتا ہوں میں جسکی ثنا خوانی
ولی حق ہو وہ سلطان اشرف شاہ سمنانی

درِ دولت پہ آ جائے مرادیں دل کی پا جائے
جسے دورِ فلک نے کچھ دکھائی ہو پریشانی

جہانگیر ولی کی شانِ عالی کوئی کیا جانے
خطاب اللہ نے بخشا اُسے محبوب یزدانی

بُتِ سنگیں پہ جا کر جب ہوئے تھے گلخنی عاشق
نگاہِ پاک سے اُس میں سمائی روحِ انسانی

کیا زندہ زنِ لاچین کے فرزندِ مردہ کو
ہوئے مشہور عالم میں بنامِ عیسیٰ ثانی

دلِ آلودۂ عصیاں جو مائل اُسکی جانب ہو
فنا ہو اُس کی ظلمت جلوہ گر ہو نورِ ایمانی

بیاضِ مصحفِ رُخ کو جو انکے اِک نظر دیکھوں
تو مجھ پر صاف کھل جائیں تمام اسرارِ قرآنی

لہ جامع مسجد شہر دمشق میں حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر کے سامنے ایک عورت ترک لاچین سے اپنے فرزند نوجوان مُردہ کی لاش لائی۔ اور رو رو کر عرض کرنے لگی کہ دُعا کیجئے کہ زندہ ہو جائے۔ آپنے فرمایا کہ یہ معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ عورت نے رو کر عرض کیا کہ اولیاء امت محمدی کیا حضرت عیسیٰؑ سے کم ہیں اسکی گریہ وزاری پر حضرت مخدوم کی حالت متغیر ہوئی اور پُر جوش ہو کر فرمایا کہ اُٹھ اللہ کے حکم سے تیری ماں مر رہی ہے بفضلہ تعالیٰ وہ زندہ ہو گیا۔ اسکی ماں سے ارشاد فرمایا کہ اس کی حیات ختم ہو چکی۔ میری عمر زیادہ ہے۔ میں اس میں سے بارہ برس عطا کرتا ہوں۔ آج کی تاریخ سے بارہ برس تک زندہ رہے گا ✣ مولنا گلخنی خلیفہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر۔ احمد آباد کے بت خانہ میں ایک بت سنگین پر عاشق ہو گئے۔ تین شبانہ روز بے آب ودانہ رہے۔ آخر حضرت مخدوم صاحب کی دُعا سے وہ بت سنگین زندہ ہو گئی۔ اور مولانا کا نکاح اُسکے ساتھ کر دیا گیا ✣ (از لطائف اشرفی)

غلامِ درگہ عالی ہوں کیا کیا ناز کرتا ہوں
کہ میر البخت یاور ہے میری تقدیر ثانی

قیاس و عقل سے کیا کوئی سمجھے انکے رتبے کو
کہ دانایانِ عالم نے کیا اقرار نادانی

مطلع

جمائی دل کے آئینے میں انکی شکل نورانی
میں اس آئینہ داری سے بنا اسکندر ثانی

کبھی گر مجھ کو دیکھا گوشۂ چشم عنایت سے
تو ہو جائیگی ساری مشکلوں کی دم میں آسانی

ملا کرتے ہیں جب یوں خوانِ نعمت راتدن لاکھوں
کسی کے در پہ کیوں جائے سگِ دربار سلطانی

وہ نور العین زیبِ مسند سجادۂ اشرف
جو تھے فرزند پیر دستگیر غوث صمدانی

شرف کیا ذات عالی کو ملا ہے دونوں نسبت سے
ادھر محبوب یزدانی ادھر محبوب سبحانی

اگر یہ مرتضیٰ ثانی تو وہ ہیں مصطفےٰ ثانی
جو یہ سلطان سمنانی تو ہیں وہ شاہ جیلانی

ثنا خوانیِ اشرف اشرفی کچھ سہل سمجھا ہے
کہاں سے تونے پایا اس قدر زور سخندانی

دیگر

ہند سے چاہنے والے ترے بغداد آئے
جذبۂ شوق میں با نالہ و فریاد آئے

زاہد اد یکھے اگر روضۂ شاہ جیلاںؓ
بھول کر بھی تجھے جنت نہ کبھی یاد آئے

آستانے سے اٹھائیگا نہ سر عاشق زار
قتل کرنے کو اگر سامنے جلاد آئے

صدقے اس بندہ نوازی پہ مرے آئے آقا
بندہ بنجائے یہاں گر کوئی آزاد آئے

شرف روضۂ شاہنشہ جیلاں دیکھو
شاد ہو جائے یہاں گر کوئی ناشاد آئے

شانِ محبوبی غوث دو جہاں گر دیکھے
جان شیریں کے فدا کرنے کو فرہاد آئے

اشرفی ہم بھی بجھے صاحب قسمت سمجھیں
تیری مشکل میں اگر غوث کی امداد آئے

بنا ہے اپنا بہشت میں گھر قسیم باغ جناں علی ہے　　ہمیں پلائیگا جام کوثر کہ ساقی تشنگاں علی ہے

نہ کیوں ہوں مداح جان و دل سے کہ حامی بیکساں علی ہے　　علی ہے مشکلکشائے عالم معین ہر دو جہاں علی ہے

علی ہے افضل علی ہے اکمل علی ہے اجمل علی ہے مولا　　علی ہے والی علی ہے والا امام قدوسیاں علی ہے

علی ہے منصور اور مظفر جہاد میں ناصر پیمبر　　کفیل سلمانؓ معین بوذرؓ توان ہر ناتواں علی ہے

علی عزیز اور علی ہے عزت علی رفیع اور علی ہے رفعت　　علی قدیر اور علی ہے قدرت مآل کون و مکاں علی ہے

علی امام اور علی ہے سرور علی معین اور علی ہے یاور　　علی ہے ہادی علی ہے رہبر قسیم نار و جناں علی ہے

علی ہے اول علی ہے آخر علی ہے باطن علی ہے ظاہر　　علی مطہر علی ہے طاہر نشان دہ بے نشاں علی ہے

علی نصیر اور علی ہے ناصر زباں ہے مدح علی میں قاصر　　علی ہے حاضر علی ہے ناظر عجیب با عز و شاں علی ہے

علی علیم اور علی ہے عالم علی حکیم اور علی ہے حاکم　　علی سلیم اور علی ہے سالم مدار کون و مکاں علی ہے

علی لطیف اور علی ہے سرور علی ہے سردار اور علی سر　　علی ہے مقبول خاص داور امام ہر انس و جاں علی ہے

علی نعیم اور علی ہے منعم علی قسیم اور علی ہے قاسم　　علی ہے مومن علی ہے مسلم امان ایمانیاں علی ہے

علی سے ہوتی ہیں مشکلیں حل علی سے جاتی ہے ہر بلا ٹل　　علی ہے امجد علی ہے افضل ظہیر ہر خستہ جاں علی ہے

علی معظم علی مکرم علی رسول خدا کا ہمدم　　علی ہے شان خدا مجسم نبی کا آرام جاں علی ہے

علی صفی اور علی ہے صافی علی وفی اور علی ہے وافی　　علی ہے دونوں جہاں میں کافی علی ولی بیکساں علی ہے

علی ہے صوفی علی ولی ہے علی کے حق میں یہ سب جلی ہے　　علی و احمد میں یکدلی ہے امین سر نہاں علی ہے

علی ہی اظہار جزو کل ہے علی مرا ہادی سبل ہے　　علی گلستان دیں کا گل ہے بہار باغ جناں علی ہے

علی ولی عہد مصطفے ہے وصی شاہنشہ ہدیٰ ہے　　نبی نے من کنت خود کہا ہے رسول کا ہم زباں علی ہے

علی سے تازہ ریاض جاں ہے علی سے مخلوق کو اماں ہے　　علی سے ایجاد کن فکاں ہے مقاصد دو جہاں علی ہے

علی ہے ہمنام کبریا کا علی ہے محبوب مصطفے کا　　علی ہے مقصود انما کا خدا کا راز نہاں علی ہے

علیؑ ہے ہمنام کبریا کا علیؑ ہی محبوبِ مصطفےٰ کا
علیؑ ہے مقصودِ انّما کا خدا کا رازِ نہاں علیؑ ہے

علیؑ سے قایم ہے باغِ ہستی علیؑ سے پھولے پھلیں گی بستی
علیؑ سے عشاق کو ہے مستی یہ جوشِ وجد و فغاں علیؑ ہے

پڑے اگر لاکھ ہم پہ مشکل تو حل ہو نامِ علیؑ سے اے دل
نہ ہو نا حبِّ علیؑ سے غافل کہ سب دلوں میں نہاں علیؑ ہے

علیؑ ہے مشکلکشا ہمارا علیؑ ہی کا ہے ہمیں سہارا
علیؑ ہے سلطانِ مسند آرا شہِ زمین و زماں علیؑ ہے

کریں سفر بحر و بر میں ہم پھر پہاڑ و نہیں منزلوں ہم
نہ خوفِ جاں ہے نہ جسم کا غم محافظِ جسم و جاں علیؑ ہے

علیؑ سے ہے اعتقاد ہم کو علیؑ سے ہو گا مفاد ہم کو
ملیگا جامِ مراد ہم کو کہ خضرِ لب تشنگاں علیؑ ہے

علیؑ ہی ہے بازوئے نبوت علیؑ ہی ہے مصدرِ فتوت
علیؑ ہی ہے مومنوں کی قوت توانِ روح و دل علیؑ ہے

پڑی ہے گو اشرفی پہ مشکل مگر نہیں منتشر ذرا دل
اُسے ہے اسکا یقین کامل کہ ہر بلا سے اماں علیؑ ہے

مُناجات

اے مرے شاہنشہِ ملکِ دنیٰ
خانۂ ہستی کی ہے تم سے بنا

گر نہ کچھ احوالِ دل میرا سنا
کون پھر دیگا مری بگڑی بنا

یَا رَسُولَ اللہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیبَ اللہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

خواہشِ دیدار میں بیتاب ہوں
خستہ جاں ہوں بیخور و بیخواب ہوں

اپنے کرداروں سے میں آب آب ہوں
مضطرب بصورتِ سیماب ہوں

یَا رَسُولَ اللہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیبَ اللہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

پھر مدینے میں مجھے بلوایئے
جلوۂ نورِ خدا دکھلایئے
ہند سے سوئے عرب پہنچایئے
باغِ جنت کی ہوا کھلوایئے

یا رسولَ اللہ اُنظُر حالَنا
یا حبیبَ اللہ اسمع قالَنا

دِل میں اپنے۔ وصل کا ارمان ہے
آپ کا مداح خود رحمٰن ہے
آپ پر جی جان سب قربان ہے
آپ کی تعریف میں قرآن ہے

یا رسولَ اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

ہوں گناہوں سے میں اپنے منفعل
سوچ کر انجام گھبراتا ہے دِل
سینہ میں ہے آتشِ غم مشتعل
سامنے کس طرح آئے یہ خجل

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

دشمنانِ دیں ہیں غالب آجکل
رات دن ہے شیوۂ کذب و دغل
ڈالتے ہیں نیک کاموں میں خلل
آپ چاہیں تو بلا جائے یہ ٹل

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

فوجِ اعدا ہر طرف سے ہے دواں
ظالموں کے ہاتھ سے دیجے اماں
ایک عالم ہے مرا ایذا رساں
اے مددگارِ غریب و بیکساں

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

ہو مری جب تک بقائے زندگی دور ہو سارے گنہ کی گندگی	رات دن ہو مجھ سے حق کی بندگی تا حضوری میں نہ ہو شرمندگی

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

نزع میں کلمہ پڑھوں با شد و مد ہاں ترحم کی نظر ہو تا ابد	سر پہ جو آئے بلا ہو جائے رد المدد لے سرور دیں المدد

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

خاتمہ دنیا سے با ایمان ہو حشر میں اٹھنا مرا جس آن ہو	قبر کی مشکل مری آسان ہو ہاتھ میرا آپ کا دامان ہو

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

حشر کے دن کام آنا یا رسولؐ روضۂ رضواں دکھانا یا رسول	حق سے ہم کو بخشوانا یا رسولؐ ساغر کوثر پلانا یا رسولؐ

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

کس طرح سے ہو گذارا یا رسولؐ ہے شفاعت کا سہارا یا رسولؐ	کون ہے تم بن ہمارا یا رسولؐ لو خبر جلدی خدارا یا رسولؐ

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

التجائے اشرفی کیجے قبول
اے مرے اچھے نبی اچھے رسول
بہر حسنین و علی بہر بتول
مدعائے دل ہمارے ہوں حصول

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

سلام

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

آپ ہیں محبوب عالم
مظہر رحمت مجسم
آپ پر قرباں رہیں ہم
ورد رکھتے ہیں یہ ہر دم

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

آتش فرقت میں جلنا
اور کف افسوس ملنا
ہند سے کب ہو نکلنا
جانب طیبہ ہو چلنا

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

بخت گر بیدار ہوتا
خواب میں دیدار ہوتا
صدقے میں سو بار ہوتا
میرے اوپر پیار ہوتا

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

اے مرے سلطانِ بازل — دیکھئے بیتابیٔ دل
ہجر میں جینا ہے مشکل — ہو رہا ہوں شکل بسمل

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

مر رہا ہوں میں جِلا دو — شکل نورانی دِکھا دو
عنبریں زلفیں سُنگھا دو — اپنا سودائی بنا دو

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

درد سینے میں نہاں ہے — اب نہیں تابِ تواں ہے
مضطرب یہ خستہ جاں ہے — حال دل تم پر عیاں ہے

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

کاش میں طیبہ میں جاتا — ہند میں پھر کر نہ آتا
مُدعائے دِل جو پاتا — یہ صدا دل کش سُناتا

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

رات دن ہے آہ و زاری — دیکھئے حالت ہماری
اپنے جینے سے ہیں عاری — تا بکے یہ بے قراری

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

اشک آنکھوں سے بہاؤں آستانہ پر جو آؤں	رازِ دل کس کو سناؤں اپنا زخمِ دل دکھاؤں
یا نبی سلام علیک یا حبیب سلام علیک	یا رسول سلام علیک صلواۃ اللہ علیک
خوابِ غفلت میں نہ سوتا ہائے گر طیبہ میں ہوتا	اپنی قسمت پر نہ روتا عمر کیوں بیکار کھوتا
یا نبی سلام علیک یا حبیب سلام علیک	یا رسول سلام علیک صلواۃ اللہ علیک
اے شہنشاہِ دو عالم معدنِ رحمت ترحم	سیدِ اولادِ آدم آپ کے کہلاتے ہیں ہم
یا نبی سلام علیک یا حبیب سلام علیک	یا رسول سلام علیک صلواۃ اللہ علیک
آپ کی اُمت میں ہو کر ناز ہو ہمکو نہ کیونکر	کیوں رہے دل اپنا مضطر آج پر جب ہو مقدر
یا نبی سلام علیک یا حبیب سلام علیک	یا رسول سلام علیک صلواۃ اللہ علیک
دستگیر بے نوا ہو شافعِ روزِ جزا ہو	حامیٔ بیدست و پا ہو مظہرِ شانِ خدا ہو
یا نبی سلام علیک یا حبیب سلام علیک	یا رسول سلام علیک صلواۃ اللہ علیک

مرہم دل خستگاں ہو	چارۂ بیچارگاں ہو
دارو ئے دردِ نہاں ہو	ہر مصیبت سے اماں ہو
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلواۃ اللہ علیک
صورتِ وحشی و بہائم	ہوں نہ میں غفلت میں نائم
زندگی جبتک ہے قائم	یاد حق میں گزرے دائم
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلواۃ اللہ علیک
ہو مرا مسکن مدینہ	واں کا بہتر ہے قرینہ
یاں عبث ہے اپنا جینا	یَا غَیَاثَ الْعَالَمِیْنَ
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلواۃ اللہ علیک
حشر کے دن کام آنا	نار دوزخ سے بچانا
روضہ رضواں دکھانا	ساغرِ کوثر پلانا
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلواۃ اللہ علیک
اشرفی مسکیں تمہارا	کر کے دُنیا سے کنارا
رکھتا ہے تم سے سہارا	لو خبر جلدی خدارا
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک

قصیدہ در مدح محبوبِ یزدانیؒ

مطلع

پھرے جہاں میں حاصل ہوئی کوئی تدبیر
ملا نہ ایسا عمل جس کی دیکھتے تاثیر

حصول مقصدِ دل کا کہیں پتہ نہ لگا
کہاں کہاں مجھے دوڑا کے لیگئی تقدیر

ہوا خیال یہ دل میں کہ ایسی جا پہنچوں
جہاں سے پاتے ہوں مقصود ہر صغیر و کبیر

پکار اُٹھا دلِ مضطر کہ اُنکے در پر چل
لقب ہے جنکا جہانگیر شاہ اشرف پیر

وہ بادشاہ تھے سمناں کے چھوڑ کر شاہی
ہوئے ہیں عشقِ خدا میں فقیر با توقیر

زمانہ میں وہی حاجت روائے عالم ہیں
وہی غریبوں کے ہوجاتے ہیں معین و نصیر

اُنہیں کے جود و سخا نے کیا غنی سب کو
وہ ہیں امیر کبیر اور امیر ابنِ امیر

اُنہیں کی نظروں میں تاثیر کیمیا دیکھی
اُنہیں کی خاکِ قدم کو سمجھتے ہیں اکسیر

جہاں میں جن و بشر وحش و طیر ہیں جتنے
مطیع اُنکے ہیں ایسے ہیں صاحبِ تسخیر

خدا نے اُن کو دیا ہے خطابِ محبوبی
جہاں میں نام ہے روشن بہ شکلِ بدرِ منیر

اثر کیا مری ترغیبِ دل نے جب مجھ پر
رواں دواں درِ اقدس پہ آگیا یہ فقیر

ہوا خیال کہ اظہارِ مدعا میں ذرا
نہ دیر چاہئے زیبا نہیں ہے اب تاخیر

مطلع ثانی

تو عرض کرنے لگا اے جنابِ عرشِ سریر
تمہاری خاکِ قدم سے بنا ہے میرا خمیر

تمہارے سامنے کیا مجھ کو حاجتِ اظہار
کہ تم پہ کھولدیا ہے خدا نے حالِ ضمیر

ہمارا حال پریشاں ہے تم پہ ہے روشن
زباں کو اب نہیں یارا کہ کچھ کرے تقریر

ہجوم و نرغۂ اعدا ہے کسطرف جاؤں
ترے سوا نظر آتا نہیں معین و ظہیر

کوئی بدی مری کرتا ہے اور کوئی ہجو
طرح طرح سے کیا کرتے ہیں مری تحقیر

عجیب مضیق میں ہوں کچھ نہیں ہی چلتی
نہ کوئی مونس و ہمدم نہ کوئی اپنا مشیر

شہا یہ وقت مدد ہے طفیل نور العین
عدو کو کیجئے دامِ بلا میں جلد اسیر

ہوئی جہاں میں مری کیفیت الم نشرح
میں کس زباں سے کروں عرض حال بالتفسیر

یہ آرزو تھی غلامی میں عمر ہووے بسر
جوار درگہ عالی میں گھر کیا تعمیر

غرض یہ تھی کہ رہے میری زندگی جبتک
بٹھائے پھر کہیں یہ بندہ ذلیل و حقیر

گلیم کہنہ پہنکر ترے ہی در پہ رہوں
اسی کو سمجھوں میں دیبا اسی کو جاقوم حریر

مگر عداوتِ اعدا سے سخت عاجز ہوں
ہمیشہ درپئے تخریب ہیں گروہ شریر

وہ میرے درپئے ایذا ہیں اور میں حسرت سے
کھڑا ہوں بے حس و حرکت بصورتِ تصویر

ذلیل و خوار کرو چاہو مجھ کو عزت دو
یہی کہونگا کہ میں ہوں غلام شرف پیر

کرو قبول مری عرض مدعا شاہا
طفیل دریتیم و طفیل شیخ کبیر

ہزار رنج و صعوبت ہوں انکو جھیلے گا
مگر نہ جائیگا درگاہ سے تری یہ فقیر

یہ اشرفی کی تمنا ہے خاک در ہو جائے
اگرچہ ہے وہ سراپا گناہ و پُر تقصیر

درد اور یہ حسرتا فرقت کا ہے دلپر الم
ایسا کوئی ملتا نہیں لیجائے جو پیغام غم

احسان کر مجھ پر تو ہی شاہِ مدینہ کی قسم

ان قلت یا ریح الصبا یوما الی ارض الحرم
بلغ سلامی روضة فیها النبی المحترم

اُس حسنِ زیبا پر مرا مدت سے ہے دل مبتلا
سو جاں سے ہوں اُسپر فدا عاشق ہے جسپر خود خدا

وہ مہ لقائے خوش ادا وہ دلربائے جانفزا

من وجهه شمس الضحی من خده بدر الدجی
من ذاته نور الهدی من کفه بحر الهمم

پیغمبروں میں کون ہے ایسا کوئی ذی مرتبت — ممکن نہیں انسان سے جسکی ثنا و منقبت

کافی ہے ہم سب کے لئے بہرِ نجاتِ آخرت

قرآنُهُ برهانُنا نسخاً لادیانٍ مضت — اذ جاءنا احکامُهُ کلُّ الصحف صار العدم

دردِ جدائی نے مجھے اس طرح بیخود کردیا — نے تابِ ضبط و صبر ہے نے قوتِ آہ و بکا

اب کیا کروں کچھ بس نہیں قابو سے دل جاتا رہا

اکبادُنا مجروحةٌ من سیفِ هجرِ المصطفی — طوبی لاهل بلدةٍ فیها النبی المحتشم

اے ہادی دنیا و دیں اے افتخر علن — ہم پر وہ غفلت چھا گئی چھوٹے بزرگوں کے چلن

حسرت یہ دل میں رہ گئی آیا نہ کوئی کام بن

یا لیتنی کنتُ لمن یتبع نبیاً عالما — یوماً و لیلةً دائماً و لم نرق کذا لی یا الکرم

سب کام بنجاتے مرے رہتی نہ پھر حسرت کچا — رنج و الم دنیا کے سب یکبار ہو جاتے ہوا

مدّاحیٔ احمد میں سب ہوتے ہیں حاصل مدّعا

لی حسرةٌ اسمع کذا لم لم اصف للمصطفی — فی کل حین قد مضی فی الحال ما یحصل لهم

ہیں شکلِ دشتِ کربلا مجھ پر بھی جور و ستم — آنکھوں سے اب اشک رواں بہتے ہیں مثلِ آبِ یم

ہو دستگیر بیکساں اور شافعِ محشر ہو تم

لست براجٍ مفرداً بل اقربائی کلهم — فی القبر اشفع یا شفیع یا الصّاد و النون و القلم

اے مہر تابانِ عرب شاہنشہ ملکِ دنی — غفلت میں عمر اپنی کٹی اور کچھ کام اچھا بنا

اس عاجز و ناچار کا کچھ مدعا بھی ہے سُنا

یا مُصطفیٰ یا مجتبیٰ ارحم علیٰ عصیاننا — مجبورةٌ اعمالنا طمع و ذنب و الظلم

سب اوّلین و آخریں ہیں آپ ہی کے خوشہ چیں — ہو جاؤں میں گوشہ نشیں گر آپ ہوں میرے معیں

اے مہبطِ روح الامیں ممدوحِ فرقانِ مبیں

یا رحمۃ اللعالمین انت شفیع المذنبین — اکرم لنا یوم الحزین فضلا و جودا والکرم

تیری عطا کے سامنے میری خطا ہی چیز کیا — یہ بندۂ عاصی ترا کرتا ہے ہر دم التجا

اے مالکِ روزِ جزا بہرِ محمد مصطفےٰ ۲

اغفر الٰہی ما مضیٰ واحسن الٰہی ما بقی — بارِک لنا یا سیدی فی الابتدا والمختتم

مظلوم ہوں زار و حزیں غالب ہیں مجھ پر اہلِ کیں — یہ اشرفیؔ کمتریں تاب جفا رکھتا نہیں

اے قبلہ گاہِ اہلِ دیں وے بادشاہِ مرسلیں

یا رحمۃ اللعالمین ادرک لزین العابدین — محبوس ایدی الظالمین فی موکب والمزدحم

مُسدّس

اے غوث پاک عرش جناب فلک سریر — خاصانِ حق میں ذات تمہاری ہی بےنظیر

ہوتے ہیں فیضیاب ہر اک مفلس و امیر — یوں التجا جناب میں کرتا ہے یہ حقیر

امداد کیجئے میری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

اچھا ہوں یا بُرا ہوں مگر میں تمہارا ہوں — مسکین و بینوا ہوں مگر میں تمہارا ہوں

سر تا بپا خطا ہوں مگر میں تمہارا ہوں — جوئندۂ عطا ہوں مگر میں تمہارا ہوں

امداد کیجئے میری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

رو رو پکارتا ہوں میں یا غوث الغیاث
آفت میں مبتلا ہوں میں یا غوث الغیاث
ناچار و بینوا ہوں میں یا غوث الغیاث
فریاد کر رہا ہوں میں یا غوث الغیاث

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

بنتِ رسول پاک کے نورِ نظر ہیں آپ
ابنِ حسن حسین کے لختِ جگر ہیں آپ
خیبر شکن علیؑ ولی کے پسر ہیں آپ
مشہور دو جہاں میں شہ بحر و بر ہیں آپ

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

کوئی نہیں معین میرا آپ کے سوا
نرغہ میں ظالموں کے ہوا ہوں میں مبتلا
ہے کون غمگسار کروں کس سے التجا
بس آپ کے کرم سے ہوں سب آفتیں ہوا

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

ہے آرزو کہ نام تمہارا لیا کروں
مشغول یادِ حق میں سدا میں رہا کروں
حضرت کا جو طریق ہے اس پر چلا کروں
چنگل میں ظالموں کے پھنسا ہوں میں کیا کروں

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

وہ دن خدا دکھائے کہ سرکار کا غلام
دشمن کا ہو نہ خوف نہ کچھ دوستوں سے کام
گوشہ نشین ہو کے کرے یادِ حق مدام
ہو جائے لطفِ خاص سے یہ فائز المرام

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

غوث و دو کون مظہرِ شانِ خدا ہیں آپ
فرزندِ خاص حیدرِ مشکل کشا ہیں آپ
نور نگاہ حضرت خیر الوریٰ ہیں آپ
مخصوص میرے دردِ جگر کی دوا ہیں آپ

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

گھبرا رہا ہو دل میں کدھر جاؤں کیا کروں
کیونکر نجات فکر سے میں پاؤں کیا کروں

کس طرح اپنے قلب کو سمجھاؤں کیا کروں
کبتک میں صبح و شام یہ غم کھاؤں کیا کروں

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

چاہیں جو اپنے لطف و کرم سو مرے حضور
اعدا کی کیا مجال اُٹھائیں سر غرور

بیچین دل سو دم میں ہوں یہ رنج و فکر دور
کافور کی طرح سے اُڑیں بانیٔ فتور

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

خلوت نشیں بنا کے آباد کیجئے
دشمن کو خان و مان سے برباد کیجئے

دنیا کے رنج و فکر سے آزاد کیجئے
ناشاد اشرفی ہے اسے شاد کیجئے

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

عشق بتاں کے دام میں طائر دل پھنسائے کون
خوار و ذلیل مبتلا آپ کو یوں بنائے کون
رند شراب خوار ہو کفر بھی کرے اختیار
یہ تو ہے انکا خاص گھر عشق ہو اُن کا جاگزیں
جو گئے واں ہی رہ گئے لوٹ کے کچھ نہ کہہ سکے
بیٹھ گئے گھر کو بھول یار کے در پہ جم گئے

صبر و قرار و عقل و ہوش شرم و حیا گنوائے کون
کوچۂ مہر جاں میں جا جور و جفا اُٹھائے کون
مذہب و دین گنوائے کو انکی گلی میں جائے کون
اُنکے سوا بتاؤ تو دل میں مرے سمائے کون
کوچۂ یار کی خبر آکے یہاں سُنائے کون
لاکھ کہے سُنے کوئی دیکھیں یہیں ہٹائے کون

بندۂ خاص اُنہیں کا ہو کہتے ہیں جسکو اشرفی
وہ نہ خدا بنیں مگر بندہ مجھے بنائے کون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلامِ ہندی

یہ خیال ہندی مکہ معظمہ میں ۱۲۹۴ھ سفرِ اوّل میں کہا گیا تھا

خیال

درس بنا من کیسے مانے داتا کے گھر جائے

من کیسے مانے

نرگن جان پیا ہیں چتوت جیا مورا جات لجائے

من کیسے مانے

گنونتی درسن مدھ ماتی دھن بوری بچھتائے

من کیسے مانے

سائیں مونہہ تراس جن پھیرو اپنے دوار بلائے

من کیسے مانے

راہ تمہار اشرفی جوہت تم پر دھیان لگائے

(یہ دوسرا خیال بھی اُسی سال مکہ معظمہ میں کہا گیا تھا)

خیال

من دھیرج راکھو پیا دے ہیں درس دکھائے

من دھیرج راکھو

صورت لگاؤ پریم ڈگر ماں بیٹھو سیس نوائے

من دھیرج راکھو

اپنی سائیں رس دکھاویں دیکھو من چت لائے

من دھیرج راکھو

بوند سمندر سماں جب جای آپئی گیو ہرائے

من دھیرج راکھو

جب سے پریم مدھ پیو اشرفی کیس گیو بورائے

من دھیرج راکھو

یہ خیال سرکار اجمیر شریف میں عرض کیا گیا تھا

خیال

خواجہ پیر ہندالولی پُرؤ آس ہمار

خواجہ پیر

تم دو جگ کے نباہن ہارے ہم تو تمرے سہار

خواجہ پیر

پریتم بھنورا تاہ ہم دیکھا ڈرپت جیا سکوار

خواجہ پیر

آن پھنسا منجھدار میں بیڑا کہ بدھ اتروں پار

خواجہ پیر

ڈوبت نیا پار لگاؤ تم مورے کھیون ہار

خواجہ پیر

ارج کرت کر جور اشرفی راکھو لاج ہمار

خواجہ پیر

یہ خیال بجناب کچھوچھہ شریف ۱۲۹۰ھ میں بعد معاودت آستانہ پنڈوا شریف عرض کیا گیا تھا

خیال

اشرف پیر جہانگیر سمنانی پُرؤ آسا مور

اشرف پیر

تمرے نام پہ میں بلہاری جیسے چند چکور

اشرف پیر

آپن درس دکھاؤ داتا سانجھے سکارے بھور

اشرف پیر

ٹھاڑھ اشرفی تمرے دوارے منتی کرت کر جور

اشرف پیر

ہنگام مقدمہ سجادہ نشینی حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے دربار میں عرض کیا گیا
اور آثار قبولیت ظاہر ہوئے

خیال

مورے سنکٹھ کاٹو داتا شاہ اشرف چشتی پیر ولی

مورے سنکٹھ

تمرے دوارے جو سرناوے وھن وُے کنور کے بھاگ بلی

موڑے سنکٹھ

جو دکھ ماں تمکاں گھراوے تاکر پل ماں مراد ملی

موڑے سنکٹھ

گاڑھ پڑے ارداس کرت ہے ٹھاڑھ اشرفی تمہاری گلی

موڑے سنکٹھ

یہ خیال ماہ ربیع الاوّل ۱۳۲۰؁ھ ہجری میں بعد زیارت حرمین شریفین و حصول حج اکبر جب سفر شام و بیت المقدّس و حلب و مصر وغیرہ کا ارادہ کیا تھا بضرورت سامان سفر بحضور ربّ العزّت مقام مدینہ منوّرہ میں عرض کیا۔ تیسرے دن حقتعالے نے اپنی قدرت سے پورا سامان سفر کردیا

خیال

داتا نرنکال کرتا رو جگت گوشائیں سرجن ہارے

داتا نرنکال

منگتا جو تم سے کچھ مانگے پاوے ترنت پلک بن مارے

داتا نرنکال

مانگت ہوں میں تم سے بھچھیا دیدے اے جگ پالن ہارے

داتا نرنکال

چنتا کچھ تھورہے نا من میں سمروں تم کا سانجھ سکارے

داتا نرنکال

دھیان گیان میں رہے اشرفی سکل جہاں سے ہوئیکے نیارے

داتا نر نکال

گاگر

اشرفؒ پیارے نظامؒ پیا کے بھر دے موری گگریا

اشرف پیارے

بھوساگر میں پگ نہ پرت ہے سانکر ایس ڈگریا

اشرف پیارے

گرو دین مونہہ پریم پیالہ خواجہ دین پگریا

اشرف پیارے

ارج کرت کر جور اشرفی کیجے نیک نجریا

اشرف پیارے

پوربی بجناب سلطان سید اشرف جہانگیرؒ قدس سرہ بحالت نرغہ مخالفین عرض کیا گیا تھا

پوربی

اشرفؒ پیا موری بہیاں پکڑ لو ڈوبت ہوں منجھدار رے

اشرف پیا

پریم ندیا اگم بہت ہے سوجھت وار نہ پار رے
ناں مورے نیا نا مورے بیڑا ناں کوئی کھیون ہار رے

اشرف پیا

اوگھٹ گھاٹ ماں آن بھلانی کوئی نہیں میت ہمارے
تم اپنے گن مونہہ نباہو چشتی راج دولا ر رے

اشرف پیا

لیہو کھبر اب ہمری داتا ہمکاں نہ دیو بسار رے
کہت اشرفی دؤ کر جورے ٹھاڑھ تمہارے دوارے

اشرف پیا

پوربی بحالت غلبہ دشمناں رجوع بجناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ

پوربی

شاہِ نجف موری لیو کھبریا بیری بھئے ادھکار رے

شاہ نجف

سکھ سے مندل میں رہن نہ پاؤں بیر کرت سنسار رے
گاڑھ پڑے کوئی کام نہ آوے راکھوں آس تمہار رے

شاہ نجف

اپن میت رہا نا کوؤ چھوٹ گئے پلوار رے
میں تو تمرے بھروس رہت ہوں راکھو لاج ہمار رے

شاہ نجف

مانتھ نوائے کہت اشرفی حیدرؓ کے دربار رے
علیؓ دلی موری بہیاں پکڑلو لاگو مور گوہار رے

شاہ نجف

یہ پوربی اخیر مقدمہ سجادہ نشینی میں بحضور جناب سلطان سمنانی قدس سرہ عرض کیگئی اسکے بعد پوری کامیابی ہوئی

پوربی

اشرف پیر کرو مونہہ کرپا بہیاں پکڑلو ہمار رے

اشرف پیر

کٹھن پڑے سنکٹھ اب مونہہ پر کا ہو نہ مور سہارے

اب کی بیر نبا ہو داتا رکھ لیو لاج ہمار رے

اشرف پیر

تُمرا دوار چھاڑ کہاں جاؤں تمہیں نباہن ہارے

اے مورے اشرفؒ لاگو گھر یا چریا کماؤں تمہارے

اشرفؒ پیر

کہت اشرفی دو کر جورے اشرفؒ کے دربار رے

اپنے نیم دھرم سے داتا مور کرو نستار رے

اشرف پیر

ہولی

آئے بسنت رَوحٌ رَیحَانٌ + پھول رہی پھلواری

فِی اَنفُسِکُم کا رنگ بنا ہے + وحدت کی پچکاری

اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ کی دھوم مچی ہے + بھیج گئی تن ساری + بھلا کیسو رنگ جاری

آئے بسنت

نحن اقرب کون سناوے + مل گئے شام بہاری +
لا الٰہ غیری سب بولیں + اچرج پھاگ مچاری + سیّاں تورے بلہاری
آئے بسنت

ثم وجہ اللہ کی ہولی + گاوت ہیں نر ناری
احمد نام کا دھر کے پردہ + من رانی ہے پکاری + سکھی اِن بچن کے واری
آئے بسنت

جام سقاہم پیکے اشرفی + دوؤ جگ من سے بساری
انی انا سب بھول گیو ہے + ہو ہو کہت پکاری + بھئی کیسی متواری
آئے بسنت

ہولی

پھاگن کے دن آئے بلم جن صورت بسار وہماری
پھاگن کے

پیا نس نبسی کوک بجاویں + میں برہا کی ماری
پیا کل ہوئیکے میں بن بن ڈھونڈھوں + کھوجت کھوجت ہاری + ملیں نہیں شام بہاری
پھاگن کے

آئے بسنت سکھی سکھ درسن + کھیل رہیں سب ناری
ہمرے بلم سوتن سنگ ریجھے + میں سمجھاوت ہاری + سنت نہیں ایکو ہماری
پھاگن کے

منتی کرت ہے داس اشرفی + سُن لو ارج ہماری
آؤ سیاں گروا ں مل جاؤ + تم پر جاؤں میں واری + جیو جوبن بلہاری
پھاگن کے

ہولی

کیسے جیوں موری آلی + سیاں بدیسیا نہ آئے +
کیسے جیوں
کون ابھاگ بھاگ ہم پاوا + نِس دن برہا ستائے +
جر جر جیو رہے تن بھیتر + پران نکس نا جائے + مورا جیرا اکلائے +
کیسے جیوں
کاگا آج مندل پر موہے + بول بول اُڑ جائے
نین بھوجادو نو پھرکت ہیں + میں جاؤں پیا آئے + کو سوتن بلمھائے
کیسے جیوں
کون موہنی ایس پڑھوں ری + جا میں پیا مل جائے
وے تو ہمری سُنت نا ایکو + جیا مورا بورائے + گھڑی پل چین نہ آئے
کیسے جیوں
بل بل جاؤں میں اشرف پیا کے + جن موہنہ پنتھ بتائے
ارج کرت کر جورا اشرفی + اُن پر وصیان لگائے + صورت اپنی بسرائے
کیسے جیوں

ہولی

سانورو کیسی بنسی بجائی

سانورو کیسی

جب سے بھنک پڑی کانن ماں + جیرا گیو بورائی

ساری رین مونہہ نیند نہ آوے + جاگت رات گنوائی + کہو کہاں ڈھونڈھن جائی

سانورو کیسی

جگمگ روپ جوت سورج مکھ + مورے نینن ماں چھائی +

سب صورت سب مورت جگماں + واہی دیت دکھائی + کوء دوجا نہ سمائی

سانورو کیسی

روپ نرنجن تن من اس گیو + آپن صورت ہرائی

واہی سروپ سکل مونہہ دیکھیں + اب نہیں جات چھپائی + کروں سو سو چترائی

سانورو کیسی

کہت اشرفیؒ اشرفؒ پیا سے + لاگو مور سہائی

مات پتا بھائی بند تج کے + تم سے کین سگائی + صورت تمری من بھائی

سانورو کیسی

ہولی

میں تو آئی ہوں سرن تمہاری موارے اشرفؒ پیر پیارے

میں تو آئی ہوں

شاہ نظامؒ کے نندلال تم + چشتی راج دولارے

تمرے رُوپ کوُ اور نہ دیکھا + بھان جگت اُجیارے + سو نہ نہیں جاے نہارے

میں تو آئی ہوں

نیم دھرم کچھ مُنہ مانا ہیں + چال کو چال ہمارے

مُنہ پاپن کی لاج نبا ہو + تری ہوں مَیں تمرے تارے + تمھیں جگت تارن ہارے

میں تو آئی ہوں

ہر لیو مورے من کی پیرا + آئی ہوں تمرے دوارے

تمرا نام لیت دُکھ بھاگے + تم ہو گوشیاں کے پیارے + مُنہ دُکھیا کے سہارے

مَیں تو آئی ہوں

درس کی بھوکھی آس لگائے + بیٹھ رہی من مارے

چیریا تہار اشرفی بیاکل + رووت بیں دکھائے + رین دن سانجھ سکارے

مَیں تو آئی ہوں

ہولی

آلی ری کیسے کھیلوں میں ہوری

آلی ری کیسے

برہ تپن تن آگ لگاوے + نندن پر اں جر دری

رُت پھاگن مُنہ نیک نہ لاگے + سیاں سے جلے کہو ری + چلو گھر کھیلن ہوری

آلی ری کیسے

سب سکھی مل مل چاچر گاویں + گھر گھر بھاگ مچوری
مُنہ برہن کا روت بیتے + رکت کی آنس بہوری + چُوَت موئے نینن اوری
آلی ری کیسے

اس جیو چہت ستی ہو جاؤں + دوس نہ گو دھوری
سیاں بدردی جب گھر آویں + دو کر ہنج کہوری + جیو دھن کون بہوری
آلی ری کیسے

اشرف پیر کرو مُنہ کرپا + سنکٹ مور ہروری
کہت اشرفی داس برگی + لاج نبا ہو موری + کرو آسا من پُوری
آلی ری کیسے

ہولی

مورے بانکے چھبیلے سے نین لاگ
من بھاوے نہیں مونہہ کھیلن بھاگ
مورے بانکے

سب سکھی مل مل کھیلن ہوری
کوئی سانور کوئی سندر گوری
مورے رہ رہ جیا ماں اُٹھے بیراگ
مورے بانکے

برہ کھٹن تن آگ لگاوے
کون تپن مورے جیا کی بجھاوے
سکھی دن دن میرو گھٹت سُہاگ
مورے بانکے

کہت اشرفی اشرف پیارے　　　تم بن تلپھیں نین ہمارے

مُنہ درس دکھاؤتو جاگیں بھاگ

مورے بانکے

ہولی

سیاں میں تو توری مدھ ماتی　　　تم مورے جنم سنگھاتی

سیاں میں تو

سونن کال دکھین نہیں دیتی　　　پیا کو لگاتی میں چھاتی
سورھو سنگار سنوار بناتی　　　اپنے رُوپ لبھاتی

سیاں میں تو

اے ری سکھی جیا مانت ناہیں　　　تلپھت ہوں دن راتی
کاڑھ پران پیا کو میں دیتی　　　اُن کو اکیلے جو پاتی

سیاں میں تو

بھور ہی بھر پیا مورلی بجاویں　　　سُن کے پھٹے موری چھاتی
جاؤری سکھی مورے پیا کو بُلاؤ　　　اُن کو میں گرداں لگاتی

سیاں میں تو

سُپنے میں پیا دیکھ اشرفی　　　بات کرت سکچاتی
چونک پڑی کچھ ہو نہیں دیکھا　　　بھور بھئی پچھتاتی

سیاں میں تو

یہ ادھا مقدمہ سجادہ نشینی میں رجوع بجناب سلطان الاولیا قدس سرہٗ ہو کر عرض کیا تھا

ادھا

راکھو لاج ہمار اشرفؒ پیا

تم بن کوؤ میت نہ ہوئے ۔ بیری بھئے پلوار اشرف پیا

راکھو لاج ہمار

تنک نجر کرپا کر دیکھو ۔ مَیں تُمرے سہار اشرف پیا

راکھو لاج ہمار

مَیں تو گریب تمھار کہاؤں ۔ راکھو آس تمھار اشرف پیا

راکھو لاج ہمار

منتی کرت ہے داس اشرفی ۔ لاگو مور گوہار اشرف پیا

راکھو لاج ہمار

ایضاً ادھا بحضور حضرت محبوب یزدانیؒ عرض کیا گیا

ادھا

گہ لے بہیاں مور اشرفؒ پیا

آس لگائے کھڑی من مارے ۔ چھوٹت ہوں تورے اور اشرف پیا

گہ لے بہیاں مور

آن پڑی ہوں تمرے چرن تر | سوجھت اور نہ ٹھور اشرف پیا

گرے بہیاں مور

جگ ماں تم اس میت نہ پاوا | کھوج پھری جہوں اور اشرف پیا

گرے بہیاں مور ۴۴

منتی کرت ہے ٹھاڑھ اشرفی | روئے روئے کر جور اشرف پیا

گرے بہیاں مور

یہ تین ادھے اسوقت کہے گئے تھے جب حضرت مخدومی مرشدی حاجی سید ابو محمد اشرف حسین مدظلہ العالی زگون کو تشریف لیگئے تھے

پہلا ادھا

چھائے رہے کونے دیس بلم مورے

کونے دیپ میں ڈھونڈن جاؤں | کر کے جوگنیا کا بھیس بلم مورے

چھائے رہے

پاتی پتہ کچھو نہیں آوا | ناکوئو لاوا سندیس بلم مورے

چھائے رہے

روئے روئے ارداس کرت ہے | کھوئے اشرفی کیس بلم مورے

چھائے رہے

دوسرا ادھا

جیرا رہت اداس بدلیا

بہت دنن بیتے بھون نہ آیو | بیت گئے چوماس بدلیا

جیرا رہت

کونے دیس میں جاکے بسے ہو	ناکت ہوں توری آس بدیسیا
جیرا رہت	
آؤ درس دکھلا جا پیارے	جن مُنہ کرو نراس بدیسیا
جیرا رہت	
برہ آگ تن جارے مورا	رہ گئی رکت نہ ماس بدیسیا
جیرا رہت	
بن درسن جیا مانت ناہیں	کہت اشرفی داس بدیسیا
جیرا رہت	

تیسرا ادھا کہروا

مورا راجا بدسواں میں چھائے رہے	
ہمری سدھ کچھو نہیں لینا	کوؤ سوتن بلمائے رہے
مورا راجا	
اُن بن موہنہ کچھ بھاوت ناہیں	رت جیرا اکلائے رہے
مورا راجا	
سیاں بیدردی نمانے اشرفی	مُنہ برہن کاں جرائے رہے
مورا راجا	

یہ ادھا اجمیر شریف میں عرض کیا گیا تھا

بہت دن بیتے ملو مورے سیّاں

ہم چتئیت پیا چھوت ناہیں — کیسے بنے موری گوئیّاں

ملو مورے سیّاں

برہ آگ اس لاگی تن ماں — جر کوئلا بھئی دہیاں

ملو مورے سیّاں

چار دیس میں ڈھونڈ پھری ہوں — اب لاگی تورے پیّاں

ملو مورے سیّاں

پیر معین سے کہت اشرفی — تم پکڑو موری بہیاں

ملو مورے سیّاں

دیگر ادھا

بانکے بلموں نجریا میں چھائے گئے

تین لوک چو کھنڈ میں دیکھا — سب میں آپی سمائے گئے

بانکے بلموں

سوت رہی میں اپنے مندل ماں — سپنے میں چھب دکھلائے گئے

بانکے بلموں

نرمل روپ تورا دیکھ اشرفی — آپی سیاں بلمائے گئے

بانکے بلموں

ادھا

پیا ہمسے جن پھیرو نجریا

تمری سوچ بھئی میں بیاکل — کب لیہو موری کھبریا

پیا ہمسے

جوگن بھیس پھری میں بن بن — کھوجت تمری نگریا

پیا ہمسے

کہت اشرفی اشرف پیا سے — ہمکاں بتاؤ ڈگریا

پیا ہمسے

ادھاکہروا

کہاں چھپایو صورت دکھلائے کے

جب ہم جر کوئلا ہو جا بے — تب کاکرہو پیا تم آئے کے

کہاں چھپایو

مُنہ نہ جلاؤ پپیہا بیری — پی پی سبد سنائے کے

کہاں چھپایو

جاؤ بلم پے جاے نہ پیہو — مورے ہردے ماں سمائے کے

کہاں چھپایو

اب کاہے چھپات اشرفی | سیاں بیدردی سی نیہہ لگائے کے

کہاں چھپایو

یہ دادرہ بعد رحلت اپنے برادر زادہ و خلیفہ سید محمد جعفر مرحوم مقام سکندر آباد ضلع بلند شہر میں لکھا گیا

دادرہ

باندھ کمریا چلے گئے مورے بانکے جوان

دیس چھوڑ پردیس بسایا | سونی نگریا کر گئے مورے بانکے جوان

باندھ کمریا چلے گئے

نا کچھ کہہ گئے نا کچھ سن گئے | من کی من میں لیگئے مورے بانکے جوان

باندھ کمریا چلے گئے

روے روے چھپات اشرفی | داگ کرجوا میں دیگئے مورے بانکے جوان

باندھ کمریا چلے گئے

دادرہ

ملجا سنوریا پیارے

تمرے درشن کارن | تلپھت نین ہمارے

ملجا سنوریا پیارے

جوگن بن کھوجت سب نگری	کونے دیس سدھارے

ملجا سنو لیا پیارے

چیریا تمہارا اشرفی	رووت سیس اوگھائے

ملجا سنو لیا پیارے

یہ ٹھمری ماہ شعبان ۱۳۲۳ھ میں بغداد شریف میں کہی تھی :-

ٹھمری

غوث پاک بغداد بسیا	چیریا کہاوں تمہاری
راجپتی سب تمرے دوارے	آوت ہیں جن بھاٹ بھکاری
علیؑ نبیؐ کے راج دولارے	میں تورے بلہاری
کہت اشرفیؒ دووکر جورے	رکھ لیو لاج ہماری

ایضاً ٹھمری بحضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غوث پاک موری بہیاں گہ لے	ناکت ہوں میں تور ڈگریا

غوث رضؓ پاک

پیر محی الدین قطب ربانی	بیگ آئے موری لیو کھبریا

غوث رضؓ پاک

حسنؓ حسینؓ کے راج دولارے	کیجے ممنہ پر نیک نجریا

غوث رضؓ پاک

ڈوبت ہے منجھدار میں بیڑا — پار لگاؤ مور نوریا

غوث پاکؓ

بیری چھونڈس مونہ ستاویں — لاگو داتا مور گہریا

غوث پاک

کہت اشرفیؔ ڈوکر جوڑے — جاؤں کہاں توری چھانڈ دوریا

غوث پاک

ٹھمری پیلو کی

اے ری سکھی جیا مانت ناہیں سیاں گئے پردیس

کونے بن ڈھونڈھن جاؤں پیا کو — کر کے جوگنیا کا بھیس

سیاں گئے پردیس

نا منہ پاتی پتر لکھ بھیجن — نا کوؤ لاوا سندیس

سیاں گئے پردیس

کھن آنگن کھن دوارے روت — کھوے اشرفی کیس

سیاں گئے پردیس

ٹھمری برج کی

پیا کو سپن ہم دیکھا رات

بانہہ گلے مورے ڈالی بالم — ہنس ہنس پوچھی بات

پیا کو سپن

چونک پڑی کچھ ہو نہیں دیکھا | بھور بھئے پچھتات

پیا کو سپن

یا ہی سوچ اکلات اشرفی | تلپھ تلپھ جیا جات

پیا کو سپن

ٹھمری بھیروں کی

چتوت ناہیں موسے اور کیسے بھئے انجین

تمری سوچ بھئی میں بیاکل | کھوج کھبر نالین

کیسے بھئے انجین

باور ہوئے مندرسے نکلی | لاج کاج تج دین

کیسے بھئے انجین

اس برجوری کین اشرفی | من مورا لے گئی چھین

کیسے بھئے انجین

ٹھمری بھیروں کی

سیاں مورا سجیا بلائے کیسے جاؤں رے

ناں گنونتی ناں روپونتی | یا ہی سوچ پچھتاون رے

سیاں مورا

بہت دنن کے بچھڑے بالم — کیسے جائے مناون رے

سیاں مورا

اپنے من کی بات اشرفؔ — اشرفؔ پیا کو سناون رے

سیاں مورا

ٹھمری بھیرویں کی

موراجیارے پیا سنگ لاگ

جب سے پیاری صورت نہیں دیکھوں — من میں اُٹھا بیراگ رے

موراجیا

بیاہ ہوت سیاں چھاپے بدسواں — کون ہمارو سہاگ رے

موراجیا

برہا نسدن موہنہ ستائے — کیسے بجھے یہ آگ رے

موراجیا

جاں دن درس پیا پایو اشرفؔ — دھن وادن کے بھاگ رے

موراجیا

ٹھمری بہاگ کی

پیا بن کیسے کٹے دن رین

ایسے بیدردی سُدھ ہو نہ لینی — نسدن پڑت نہ چین

پیا بن کیسے

برہا پیر موہنہ آن ستاوے | نیر بھر آوت نین
پیا بن کیسے
کرپا کر موہنہ درس دکھاؤ | کرت اشرفی بین
پیا بن کیسے

ٹھمری۔ رجوع بحضرت محبوب یزدانی

من موہن اشرف پیارا

وہ تو انہد بنسیا بجاوے | وہ تو نئی تان سناوے | وہ تو لے گیو جیو ہمارا
من موہن اشرف پیارا

نینان بانکے ترچھے چتون | وارون ان پر مین جیو جوبن | وہ تورا کھت سچ وجھ نیارا
من موہن اشرف پیارا

وہ تو بوند سمندر بتاوے | وہ تو ایک ہی روپ دکھاوے | وہ تو چشتی راج دولارا
من موہن اشرف پیارا

یہی کہت اشرفی بھکاری | وہ تو ہوئے گیو راج بہاری | جن لیا اشرف کا دوارا
من موہن اشرف پیارا

ٹھمری۔ رجوع بدرگاہ حضرت سلطان المشائخ

شاہ نظام محبوب الٰہی | مَیں تو تمری سرن تر آئیں
شاہ نظام

ورس دکھاؤ نہ جیا ترساؤ — تمری داسں کہائیں

شاہ نظام

تم بن گھڑی پل کل نہ پڑت ہے — ہیرت ہوں پرچھائیں

شاہ نظامؒ

سب سکھی بن پیا ڈھونڈن نکلیں — جوگیا بھیس بنائیں

شاہ نظامؒ

کہت اشرفی ڈیوکر جوڑے — ملو نظام گوشائیں

شاہ نظامؒ

ٹھمری

گاہنک بھئے مورے جیا کے

مکھ جو ہت ہیرے نہیں پاون — نیرے ہے مورے ہیا کے

کا سو تن کو دوس لگاؤں — موہے اس لاکھن جیری پیا کے

درس مرم کا پوچھو اشرفی — من جب آگے دیا کے

معرفت

گوری تم کو پیا گھر چلنا — کرلے سورھو سنگار

گوری تمکو

پہرو پانچ رنگ کی ساڑھی — تیسو موتن کر ہار

گوری تمکو

سوی دھیان ہی پریم پیاری | جو ہی سنوارے بار بار

گوری تکو

ایسو روپ بنائے دکھاؤ | مو ہی جائے کرتار

گوری تکو

کہت اشرفی سدھ ہی ہیں | مانو کہن ہمار

گوری تکو

بھجن

سیاں مورے جائے بسے مدھ بن ماں

کیسے کروں جیا مانت ناہیں | آگ لگی مورے تن ماں

سیاں مورے

کاگا آئے کے سبد سنائے | تاکت راہ کھڑی آنگن ماں

سیاں مورے

تن من دھن سب انپر واروں | اور نہیں کچھ من ماں

سیاں مورے

کہت اشرفی سنو بھائی سادھو | لاگ رہو تم بھاؤ بھجن ماں

سیاں مورے

بدرگاہ کچھوت ضلع مونگیر آستانہ سید محمد صادق اشرفی قدس سرہ عرض کردہ شد

صادق پیر اشرف کے لال جگ اُجیارے بھان

صادق پیر

جنم جنم سے ترے آوت مانگت ہوں کچھ دان

صادق پیر

داتا دانی کرپا کرو راکھو ہمرا مان

صادق پیر

ماتھو نوائے کہت اشرفی تم پہ واروں پران

صادق پیر

نغمہ قوالی رجوع بحضرت سلطان سید اشرف جہانگیر ہو کر کہا گیا

بھائی بند کوئی سنگھ نہ لاگے
بلہاری میں اشرف پیا کے
نا مورے میا نا مورے بابا
میں تو چیری اشرف پیا کی
اشرف اشرف دھوم مچاوں
اشرف پہ میں تن من واروں
پیر نظام رنگیلے پیا کا
جوئی آوے سوئی چوندر رنگاوے

پریم پنتھ پگ دینی رے
جن بہیاں گہ لینی رے
نہ کوئی سنگھ نہ ساتھی رے
ڈے مورے جنم سنگھاتی رے
اشرف کا گن گاون رے
اُن کی داس کہاون رے
اشرف رنگ منائے رے
بے رنگ کوئی نہ جائے رے

اشرف کے دربار پکاریں
گنجشکر کا گنج کھلا ہے
خواجہ قطب الدین خواجہ معین الدین
سب کھین مل منگل گاویں
اشرف بنکے بیٹھ اشرفی
چشت نگر میں دھوم مچی ہے

آؤ بھکاری آؤ رے
جوی مانگو سوی پاؤ رے
آج بھئے ہین راتی رے
آج پیا رنگ راتی رے
آج بیاہ رچا ہے رے
اشرف دولا بنا ہے رے

ایضاً نغمہ قوالی

نظام پیا کے اشرف پیارے
آن پھنسی منجھدار میں نیا
دیس دیس میں ڈھونڈھ پھری رے
کاہو کی موہے آس نہیں ہے
درس پلائے بورائے اشرفی

قطب فرید کے راج دلارے
پار کرو مورے کھیون ہارے
اب لاگی ہوں چرن تہارے
بیری ہوگئے میت ہمارے
اشرف پیا پر تن من وارے

کنڈلیا

پریت کئے کا ہوت ہے
لاکھ جتن سے من میں راکھو
دھیرج ناہ سریر
جارن لاگی چیر دیا
کہت اشرفی سن لیو راجو

کہ برہا مارے تیر
دھیرج نانہہ سریر
لاگ برہا کی باتی
ہوئے جرت ہے چھاتی
پریت چھڑائے دیت سب کاجو

پھگوا ہندی

موراجیرا لاگ اکلائے گون نکچانا۔ موراجیرا لاگ
نیہر ماں کچھ گُن نہیں سیکھا ساسر گھر ہے جانا
کون اُوتر ہم دیب پیا کو یاہی سے جیا گھبرانا۔ گون نکچانا
اب ہیں سوچ سبیرے باوُر پُن پاچھے پچھتانا
گون ہار جیب دوارے آئیں ہیں چلیہے نہ ایکو بہانا۔ گون نکچانا
آج دھیان گیان من کر لیو پڑھ لیو بید پرانا
کہت اشرفیؔ من ہیں بوجھے کال کا کون ٹھکانا۔ گون نکچانا

دادرہ - در فیض آباد بماہ شعبان ۱۳۱۴ھ گفتہ شد

کب سے کے بچھڑے ملو مورے بالم

پلکن کی چک ڈال ہٹاؤں	مورنینن ماں ہو موئے بالم	

کب کے بچھڑے

جیو جوبن سب تم پر واروں	موری سجیا پر چلو موئے بالم	

کب سے کے بچھڑے

کلپت ہوں پیا درس دکھاوے	منتی مور سُنو موئے بالم	

کب سے کے بچھڑے

ارج کرت ہے ٹھاڑھا اشرفی | بہیاں مور گہو مورے بالم

کب سکے بچھڑے

ساون

اب ارے نیہر وا ناہیں من لاگے | ہم جا بے سسرارئے

اب ارے

پیاں توری لاگوں ارے بالموں | لیچل گون ہمار

اب ارے

کا سکھین سے بیت ہیں جوروں | یہ میتا دن چار

اب ارے

ملورے اشرفی اشرف پیا سے | چھوڑ جگت سنسار

اب ارے

ساون

ملورے بدلیا بالم ملورے | تم بن جیا اکلائے

ملورے بدلیا

رات سکھی ہم سپنے دیکھا | پیا مونہہ کنٹھ لگائے

ملورے بدلیا

اب جیا مورا مانت ناہیں — بن درسن بوراۓ

ملورے بدیسیا

سنو رے اشرفی پیا جیہ چاہے — سووت لیت جگاۓ

ملورے بدیسیا

دوھرہ

چشتی نام جگاون جگ اجیارے پیر — نظام الدینؒ کے بنس میں سیدؒ اشرفؒ جہانگیر

اشرفؒ کے دربار میں کہے اشرفی روۓ — داتا تم کرپا کرو کہ آسا پورن ہوۓ

خواجہ کے دربار میں لاگی موری آس — اب ہمری سدھ لیجیے جن مونہ کرو نراس

من میں صورت بس گئی نین ملاوت سنگ — میں تو آپی کھو گئی ملا رنگ میں رنگ

سکھ سمپت سب لیگئے بالم اپنے ساتھ — نگری سونی کر گئے میں مل مل رہگئی ہاتھ

پنجر چونچھا چھاڑ کے پنچھی پنکھ پسار — جائے اڑے کہہ ین ماں ڈہونڈھت ہوں سنسار

گوری یہ مت بھولیو کہ رہیے ہم پر پیو — تسی لاکھن چیریاں وین پیو پر جیو

ہم لو بھی ہیں رس کے جیسے چند چکور — ہم سے من کچھ اوہے تم تو کٹھن کٹھور

برہ آگ اس لاگی جر جر تن بھئی ناس — سلگ سلگ کو ٹلا بھئی پیا ملن کی آس

پیارے تمری سوچ میں تسدن پڑت نہ چین — جیسے بن کی کوئلی کوکت ہوں رن ین

کتھا کہے کا ہوت ہے کتھا سنے کا ہوۓ — جب لگ تن من اشرفی برہ رنگ نا ہوۓ

برہ آگ اس لاگی جر گئے تن من جیو — ادھرن آئے پران بسو کہت کہت پیو پیو

چال کو چال اس چلے کہ مکھ بھٹے سیام ہمار — کون روپ اب لیچلوں سائیں کے دربار

بسیں کارتھ جات ہے کہت اشرفی روۓ — بویا بیج ببول کا آنبھ کہاں سے ہوۓ

بعد زیارت مزار حضرت اخی سراج قدس سرہٗ یہ دوہرے لکھے گئے

اشرفؔ کے آجا گرو نظام الدین کے لال
دور دیس سے آئی ابج کرت کر جور
کیس ہمارے او جرے او من بھئے سیام ہمار
منسا من کی پورہ کرو را کھو تم ہی آس
میں بے سدھ بھئی باوری گئی راہ میں سوئے
مات پتا بھائی او ر بٹیا نا کوؤ سنگ دین
ناں کبھوں آئی گئی او ر ناں ہی دیکھا پنتھ
لاج کی ماری مرت ہوں کچھ گن موماں ناہہ
ناں کچھ ملا نہ سنگ چلا یہ جھوٹا سنسار
بیٹا بیٹی دیکھ کے جن جا یو بورائے
آؤ اشرفی بیٹھ جا اشرف کے دربار
دنیا میں ایسے پھرے جیسیں پھرت پرکار
جگیا بھیس بنائیکے سکھ سمپت تج دین
جا وِن میں پیا سے ملوں دھن او دن کا بھاگ

اخی سراج دیا سے اپنے کرو موہی نہال
اخی سراج کر پا کرو کہ آسا پوجے مور
ایک نجریا دیکھ لو مور ہوئے نستار
ایسے دوارے آئیکے کیسے جاؤں نراس
ٹھگ بٹ مار پھرت چہوں ور اکا گت موہی ہوئے
اپنی اپنی گھات ماں جو من چاہا کین
بنا سنگار کیسے چلوں موہی ملا وت کنتھ
کیسے انکے گھر چلوں جن باہے گہی باہہ
چلی پیا کے دیس کو دوؤ ہاتھ پسار
چار دنا کے میت ہیں نا کوؤ سنگ جائے
سب منسا من کی ملے جو چاہے کرتار
آئیکے پہلے ٹھاون میں بیٹھے آسن مار
ملجا پیارے ملجا مورا جیارا رہت ملین
دھیان پران دوؤ موا انہی کے سنگ لاگ

دیکھا اشرفی سوچ کے دوؤ نین پسار
جگ میں کوؤ اپن نہیں جھوٹا ہے سنسار

پھگوا ہندی

موراجیرا لاگ اکلائے گون نکچانا ۔ موراجیرا لاگ
نیہر ماں کچھ گن نہیں سیکھا ساسر گھر ہے جانا
کون اُونتر ہم دیب پیا کو یاہی سے جیا گھبرانا ۔ گون نکچانا
اب ہیں سوچ سبیرے باوُرپُن پاچھے پچھتانا
گون ہار جب دوارے آئیں ہیں چلیہے نا یکو بہانا ۔ گون نکچانا
آج دھیان گیان من کرلیو پڑھ لیو بید پُرانا
کہت اشرفی من ہیں بوجھے کالھ کا کون ٹھکانا ۔ گون نکچانا

دادرہ ۔ در فیض آباد بماہ شعبان ۱۳۱۴ھ گفتہ شد

کب سے بچھڑے ملو مورے بالم

پلکن کی چک ڈال ہٹاؤں	مور نینن ماں ہو مورے بالم

کب کے بچھڑے

جیو جوبن سب تم پر واروں	موری سجیا پر چلو مورے بالم

کب کے بچھڑے

کلپت ہوں پیا درس دکھاوے	منتی مور سنو مورے بالم

کب کے بچھڑے